OPEN ACCESS
Al-Qālam القلم
P-ISSN:2071-8683; E-ISSN:2707-0077
Volume 29, Issue, 1, 2024
http://alqalamjournalpu.com/

# حدزنامیں ضابطہ شہادۃ سے معروف فقہی مکاتب فکر کا علمی وتقابلی جائزہ (الفقہ علی مذاہب الاربعہ للجزیری کی روشنی میں)

# An analysis of Popular juridical versions regarding Evidence for Adultry Had: interpretation from Alfiqh alaa madahahibil arba'aa in the Light of Aljaziri.

**Dr. Naseem Hayat**
Assistant Lead Trainer Character Education Foundation
**Dr. Sardar Ali**
 Asistant Professor Department of Islamic Studies Qurtuba University of Science &Information Technology KPK. Pakistan

## Abstract

**KEYWORDS:**

Law of Evodence, Adultery, Islamic Jurisprudence under Four Schools of Thoughts, Hudood

**Date of Publication:** 25-06-2024

The topic of this article is the Islamic law related to the punishment of adultery, which has been extensively studied and compared by renowned jurists of Islamic jurisprudence. Islam is a complete code of life that considers the nature of crimes while prescribing various punishments. The major types of punishments are as follows: 1) Al-Qisas, which pertains to the preservation of human life and body parts, 2) Al-Hudood, which is related to the preservation of the objectives of Shariah, and 3) Al-Ta'zeerat, which is related to social reformation.

This article focuses on the sensitive limit within the Hudood, which pertains to the crime of adultery. The limit is the prescribed punishment, including its quantity, quality, and means of proof, as determined by the texts of Shariah. This research examines the means of proof and confession in cases of adultery and presents the investigations of renowned jurists, as presented in the book "Al-Fiqh 'Ala Al-Mazaheb Al-Arba'ah" by Sheikh Abdul Rahman Al-Jaziri.

**تعارف:**

اسلام میں شہادت (گواہی) کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے بلکہ اسلام کی بنیاد کو شہادت ہی پر رکھا گیا ہے ۔اسلام میں گواہی کے ذریعے حقوق ثابت ہوتے ہیں اور جرم بھی گواہی ہی کے ذریعے ثابت ہوتے ہیں۔ پھر مختلف حقوق ثابت کرنے کے لئے گواہی کے معیارات اور تعداد میں فرق رکھا گیا ہے اسی طرح جرائم کے ثبوت کے لئے بھی گواہی کے معیارات اور تعداد مختلف رکھے گیے ہیں۔اس لئے شریعت میں گواہی کو نہ صرف امانت قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کا حکم، حیثیت، کیفیت اور تعداد الغرض تمام تر پہلوں کا احاطہ کر کے ان کے لئے لائحہ عمل بھی طے کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ گواہی کی حیثیت بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے "وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ[1]"شہادت اللہ کے لئے قائم کرو "ایک اور جگہ گواہی دینے کی ترغیب اور اس میں اخلاص اور انصاف کو مد نظر رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ "يأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ[2]"اے ایمان والوں انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بنو خواہ تمھارے ذاتوں، والدین اور زیادہ قریب کے رشتہ داروں کے خلاف ہو" ان ایات اور اسی طرح کے اور ایات سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی کو صرف اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ اور انصاف کو قائم رکھنے کے لئے دینا چاہیے اور اس میں کسی بھی چیز کو رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔اس کا دوسرا پہلو گواہی دینے کے بعد اس پر قائم رہنا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ :وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ[3]"جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں"تیسرا پہلو اگر گواہی ناگزیر ہو تو انکار نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا"اور گواہ جب بھی بلائے جائیں انکار نہ کریں "چوتھا پہلو گواہی کو چھپانا نہیں ہے۔ قرآن میں گواہی کے چھپانے کو دل کے گناہ گار ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے ۔"لا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ[4]" گواہی مت چھپاؤ اور جو اسے چھپائے تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے۔ پانچواں پہلو گواہی

دینے کے بعد عمومی طور پر نقصان پہنچانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے گواہ کو ضرر اور نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا ہے۔"وَلا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلا شَهِيدٌ[5]"کاتب اور گواہ کو تکلیف نہ پہنچاؤں "چھٹا پہلو جھوٹی شہادت دینے کو بھی اچھا نہیں سمجھا گیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ:"وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ[6]"جھوٹی گواہی سے اجتناب کرو"اسی طرح اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے صفات میں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:وَالَّذِينَ لايَشْهَدُونَ الزُّورَ۔۔۔۔۔الخ[7]اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب وہ کسی بے ہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں"نبی کریم ﷺ جھوٹی گواہی دینے کی شدت سے مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:أَكْبَرُالكَبَائِرِالإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ وَشَهَادَةُ الزُّورِوَشَهَادَةُ الزُّورِ۔۔۔۔۔۔۔۔الخ[8]"ابو بکرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک،والدین کی نافرمانی اور تین دفعہ فرمایا جھوٹی گواہی بڑے گناہوں میں سے ہیں یا فرمایا کہ جھوٹی بات اور بار بار اس کو دہرا رہے تھے حتی کہ ہم نے تمنا کی کہ کاش وہ خاموش ہو جائے۔ان رویات سے اسلام میں شہادت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے البتہ تمام حدود خصوصاحد زنا میں اس کی دو پہلو ہے مجرم کی پردہ پوشی کرنا یا اس پر گواہی دینا اس تحقیق میں ثبوت زنا کا ذریعہ "شہادت" کے متعلق معروف فقہی مکاتب فکر کے تحقیقات کو استاد عبد الرحمن الجزیری کی شہرہ آفاق "کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعہ" کو زیر بحث لایا گیا ہے.

## لفظ شہادت کی تشریح:

شَهِدَ یشھَدُ بروزن سمع یسمع سے مصدر ہے جس کے معنی ہے گواہی دینا، بچشم خود دیکھنا اور اگر اس کا مصدر شھود ہو تو معنی ہے موقع پر موجود ہونا، معائنہ کرنا کبھی اس کے معنی اقرار کرنا اور جان لینے کی بھی آتا ہے اس سے اسم فاعل شاہد، اسم صفت اور مبالغہ بروزن فعیل بمعنی شہید آتا ہے جس کے معنی ہے موقع پر حاضر رہنا، موجود ہونا، دیکھنا، نگرانی کرنا، نگہبانی کرنا اور نظر رکھنا ہے۔

**شہادتِ زنا:**

فقہاء حضرات کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زنا کا جرم یا تو گواہی سے ثابت ہوتا ہے اور یا زانی کے اقرر سے اور انہوں نے اس پر بھی اتفاق کیا ہے کہ اس مذموم جرم کے ثبوت کے لیے باقی تمام حقوق کے برعکس چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے: **ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ** "پھر وہ چار گواہ پیش نہ کریں۔" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: **وَالّٰتِيْ يَاْتِيْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُم**۔۔۔۔۔۔۔الخ[9] "اور تمہاری عورتوں میں جو بھی اس بے حیائی کا ارتکاب کرے تو تم ان پر تم ہی میں سے چار گواہ طلب کرو۔"

متفقہ رائے میں سے حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے فخر الدین زیلعیؒ نے یوں نقل کی ہے:

---

**يَثْبُتُ الزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ ظَاهِرًا**۔۔۔۔۔۔الخ[10] "حاکم کے ہاں حد زنا چار گواہوں کی گواہی سے جو وطی یا جماع کے الفاظ سے نہیں بلکہ صراحتا زنا ہی کے لفظ سے ثابت ہوگی کیونکہ قطعی علم کا حصول مشکل ہونے کی وجہ سے ظاہری دلیل پر اکتفا کیا جاتا ہے جو کہ اقرار یا گواہوں سے ممکن ہے کیونکہ سچائی کا رجحان اقرار کرنے والے کی اقرار کی طرف ہے جو اس کی ضرر سے متعلق ہے اور چار گواہوں کی شرط اللہ تعالیٰ کی اس قول کی وجہ سے کہ "آپ کی وہ عورتیں جو فحاشی کا ارتکاب کریں تو ان پر آپ میں سے چار گواہ پیش کریں"۔

متفقہ رائے میں سے مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے جلال الدینؒ نے یوں نقل کی ہے:

**والأسباب التي بها يثبت الزنى ثلاثة**۔۔۔الخ.[11] "زنا کو ثابت کرنے والے اسباب تین ہیں۔ اقرار، گواہ اور حمل کا ظاہر ہونا، گواہی چار عادل مردوں کی اکٹھی ایک ہی وقت میں ایک زنا کی رؤیت کی گواہی ہے کہ ہم نے فرج کو فرج میں دیے میں سلائی یا اس جیسی اور چیز کی طرح دیکھا ہے۔"

متفقہ رائے میں سے شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے شمس الدینؒ نے یوں نقل کی ہے:

**(وَيَثْبُتُ) الزِّنَىَ** ۔۔۔۔الخ [12] "زنا گواہی سے ثابت ہوتا ہے پھر گواہ زانی کی داخل کرنے کی مخصوص کیفیت، جگہ اور وقت کی تفصیلات ذکر کرے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے فلاں کو فلانہ کی فرج میں زنا کرتے ہوئے حشفہ یا اس کی مقدار فلاں جگہ اور فلاں وقت میں داخل کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور گواہی میں چار کا

شرط اللہ تعالیٰ کی اس قول کی وجہ سے ہے کہ "ان پر آپ میں سے چار گواہ پیش کرو۔"

متفقہ رائے میں سے حنبلی مکتب فکر کے فقہا کی مذکورہ رائے احمد بن مفلحؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَلَا يَثْبُتُ الزِّنَىٰ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ [13] "زنا دو چیزوں سے ثابت ہوتی ہے ۔پہلا اقرار ہے جو آزاد یا غلام خواہ وہ محدود فی القذف ہو یا نہ ہو ایک یا مختلف مجالس میں چار مرتبہ کریں اور دوسرا ایک ہی مجلس میں چار گواہوں کی گواہی ہے۔"

آپ ﷺ نے اس شخص کو جس نے اپنی بیوی پر الزام لگایا فرمایا: ائْتِ بِأَرْبَعَةٍ يَشْهَدُونَ وَإِلَّا فَحَدٌّ فِي ظَهْرِكَ [14] "چار ایسے گواہ پیش کرے جو تمھاری بات کی تصدیق کرے وگرنہ تیری پشت پر کوڑے مارے جائیں گے۔" یعنی تجھے اس الزام کی سزا دی جائے گی۔ اسی پر امت کا اجماع ہے۔

ائمہ حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ گواہوں میں عدد کی صفت موجود ہونی چاہیے۔ وہ ایسے مرد ہوں جنہیں سزا نہ دی گئی ہو۔ اور وہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ شہادت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ گواہ نے مرد کی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ میں خود معاینہ کیا ہو یعنی دیکھا ہو اور شہادت صراحتاً کی ہو، اشاروں سے نہ بتایا ہو، کیونکہ چار گواہوں کی شرط لگانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کا پردہ فاش نہ ہو اور شارع اسی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ کیونکہ جب کسی شے کے لیے شرائط زیادہ ہو، اتنا ہی اس کا پایا جانا کم ہوتا ہے اور یہی شارع کا مقصد ہے۔

## چار سے کم گواہوں کا حکم

جب کسی آدمی کے ارتکاب زنا پر چار گواہان سے کم نے گواہی دی تو اس سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی حد کا جاری کرنا واجب اور لازم ہوتا ہے۔ البتہ گواہان کو سزا دینے میں اختلاف ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں گواہان پر حد قذف جاری کرنا واجب نہیں، اس لیے کہ وہ گواہان کی حیثیت سے آئے ہیں اور اگر ان کو سزا دی جائے تو پھر زنا کے ارتکاب کی شہادت دینے کا دروازہ ہی بند ہو جائے گا کیونکہ پھر تو کوئی بھی گواہی دینے والا نہیں رہے گا۔ ہر ایک کو یہ خطرہ ہو گا کہ اگر اپنے ساتھی گواہ کے بیان کے موافق بیان نہ دیا تو پھر سزا لازم ہو گی۔

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ گواہ جب چار سے کم ہو تو گواہان پر حد قذف جاری کرنا واجب ہو گی۔ اس لیے کہ ایک گواہ نے جب زنا کے ارتکاب کی گواہی دی تو اس نے اس شخص پر تہمت لگائی اور چار گواہ بھی پیش نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے سزا کا مستحق ہوا کہ: وَالَّذِيْنَ يرمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً [15]، اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں، ان کو اسی

کوڑے مارو۔"

حنفی مکتب فکر کی فقہاء کی مذکورہ رائے کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

فَإِنْ شَهِدَ عَلَى الزِّنَا أَقَلُّ مِنْ أَرْبَعَةٍ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمْ۔۔۔۔۔الخ [16]"اگر چار سے کم گواہ زنا کی گواہی دے تو گواہی قبول نہیں ہو گی کیونکہ مشروط عدد میں نقص ہے اور ہمارے اصحاب اس پر حد قذف کے قائل ہیں۔ اس پر حد جاری کرنا واجب ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے سامنے چار آدمیوں نے اس کے خلاف زنا کی گواہی دی۔ گواہان میں سے ابو بکرہ، نافع، اور نفیع تھے اور زیاد جو ان میں سے چوتھا گواہ تھا انہوں نے فرمایا:رأيت استاً تنبو ونفساً يعلو ورجلاهاعلىعاتقه كأذني حمار۔۔۔۔۔۔الخ [17]"میں نے ایک عورت کا اٹھا ہوا سرین دیکھا کہ اس کے اوپر وہ شخص تھا اور عورت کے دونوں پاؤں اس شخص کے مونڈھوں پر اس طرح تھے جیسے گدھے کے دو کان، اس کے بعد کا مجھے معلوم نہیں، حضرت عمرؓ نے تینوں گواہوں کو کوڑے مارے اور یہ ان سے نہیں پوچھا کہ کیا تمھارے ساتھ کوئی اور گواہ بھی ہے؟ اس لیے کہ انہیں یہ معلوم تھا کہ وہ اپنی ہی بیوی کے ساتھ سویا ہوا تھا۔

## خاوند کی گواہی

کیا اپنی بیوی کے خلاف زنا کی شہادت میں دیگر چار گواہان میں سے خاوند کی گواہی جائز ہو گی؟

مالکی فقہاءؒ فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کے خلاف زنا کی شہادت میں سے خاوند کی شہادت جائز ہے۔ اس لیے کہ خاوند کی بھی اس معاملے میں بے عزتی ہوتی ہے۔ بالخصوص اس وقت جب کہ اس بیوی سے خاوند کی اولاد ہو، پس شہادت کی ادائیگی میں خاوند متہم نہیں ہو گا تو خاوند کی شہادت قبول کی جائے گی اور بیوی کو سزا دی جائے گی۔

مالکی مکتب فکر کی مذکورہ رائے ابو محمد، دسوقیؒ نے باختلاف عبارت یوں نقل کی ہے:

إذا شهد أربعة بالزنا على امرأة ۔۔۔۔۔الخ [18]"جب چار گواہ عورت کے خلاف زنا کی گواہی دے تو خاوند کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور باقی تینوں پر حد جاری کی جائے گی اور خاوند کو چاہیے کہ لعان کریں۔"

احناف، شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ خاوند کی اپنی بیوی کے خلاف زنا کے بارے میں دیگر گواہان کے ساتھ شہادت جائز نہیں ہو گی کیونکہ خاوند اس شہادت کی ادائیگی میں متہم ہو گا۔ تو اس کی شہادت قابل قبول نہیں ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے سرخسیؒ، کاسانیؒ اور ابن نجیمؒ نے باختلاف عبارت یوں نقل کی ہے:

إِذَا شَهِدَ الزَّوْجُ، وَثَلَاثَةُ نَفَرٍ ۔۔۔۔۔الخ [19]"جب خاوند تین گواہوں سمیت بیوی کے خلاف زنا کی گواہی دے

تو اس کے خاوند گواہی قبول کی جائے گی اور بیوی پر حد زنا لاگو ہو گی۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ماوردیؒ نے یوں نقل کی ہے:

إِذَا شَهِدَ الزَّوْجُ مَعَ ثَلَاثَةٍ ۔۔۔۔۔۔الخ [20]"جب خاوند اپنی بیوی کے خلاف تین عادل گواہوں کے ساتھ زنا کی گواہی دے تو اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے برھان الدینؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ زَوْجًا، حُدَّ الثَّلَاثَةُ۔۔۔۔۔۔الخ [21]"جب چار گواہوں میں سے ایک خاوند ہو تو باقی تین گواہوں پر تعداد پورا نہ ہونے کی وجہ سے حد قذف جاری ہو گی کیونکہ خاوند کی گواہی قابل قبول نہیں خاوند جب اپنی بیوی پر الزام زنا لگائے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ لعان کریں یا چھوڑ دے۔"

## زنا پر نابینا کی گواہی

مالکی فقہاء فرماتے ہیں کہ نابینا عادل مسلمان کی گواہی صرف سماعی امور میں قبول کی جائے گی، چاہے اس کا بیان بینائی جانے سے پہلے کا ہو یا بینائی جانے کے بعد کا۔ نابینا شخص اپنی سماعت کے ذریعے اقوال کو یاد رکھتا ہے۔ اسی طرح وہ حس کے ذریعے بھی گواہی دے سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اس گناہ کے کرنے والوں کو ہاتھ وغیرہ سے معلوم کیا ہو۔

احناف فرماتے ہیں کہ زنا کے معاملے میں نابینا شخص کی گواہی قابل قبول نہیں ہے کیونکہ وہ زانی مرد اور زانیہ عورت کے درمیان تمیز کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اور حدود کے معاملے میں تحقیق اور یقین ضروری ہوتا ہے۔

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے دسوقیؒ نے یوں نقل کی ہے:

ان كَانَ أَعْمَى وَتُقْبَلُ شَهَادَتُهُ فِي الْأَقْوَالِ۔۔۔۔۔۔الخ [22]"اگر اندھا ہے تو اقوال میں اس کی گواہی مطلقا قبول کی جائے گی خواہ وہ اندھے پن سے پہلے سنی ہو یا بعد میں کیونکہ اس کی حفاظت کا تعلق سننے سے ہے۔"

حنبلی اور شافعی فقہاء فرماتے ہیں کہ نابینا ہونے سے پہلے اس کی شہادت قبول ہو گی جس وقت اس نے یہ فعل دیکھا تو اس وقت وہ بینا تھا۔ پھر اس کی بینائی چلی گئی تو اس کی یہ شہادت قبول ہو گی۔ جہاں تک بینائی چلی جانے کے بعد کی بات ہے تو اس صورت میں اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو اسحاقؒ نے یوں نقل کی ہے:

وتقبل شهادة الآعمى ۔۔۔۔۔۔الخ [23]"نابینا کی گواہی اندھے پن سے پہلے کی افعال میں قبول کی جائے گی اور بینائی جانے کے بعد والے افعال میں قبول نہیں کی جاے گی۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے زرکشیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**أنه لا تجوز شهادة الأعمى على الأفعال۔۔۔۔۔الخ** [24]"افعال میں نابینا کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ وہ اس کو دیکھنے کا آلہ نہیں رکھتا اگر وہ بینائی جانے سے پہلے کوئی واقعہ دیکھ لیں اور نام و نسب جان لے تو اندھے پن کے بعد بھی اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

## متعدد مجالس میں گواہی کا حکم:

فقہائے کرام کا مجلس کے متعدد ہونے کے شرط میں اختلاف ہیں۔

احناف، مالکیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی ادائیگی میں شرط یہ ہے کہ گواہ ایک ہی مجلس میں زنا کی گواہی دیں وگرنہ یہ ان کے فہم کا فسق ہوگا اوران پر تہمت کی سزا کی حد قائم کی جائے گی۔ یہ اس لیے کہ شارع حدود کے جاری کرنے میں پوری طرح ثبوت چاہتا ہے۔ متفرق مجالس میں شہادت کی ادائیگی میں شبہ ہے جو زنا کے بارے میں گواہوں کی شہادت کو قبول کرنے سے منع کرتا ہے۔ کیونکہ شبہات سے حدود جاری نہیں کیے جاتے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ملاخسروؒ نے یوں نقل کی ہے:

**بِشَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ مِنْ الرِّجَالِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ ۔۔۔۔۔۔۔الخ** [25]"ایک مجلس میں چار گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوگا حتی کہ اگر وہ علیحدہ علیحدہ گواہی دیں تو قبول نہیں کی جائے گی۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے عبد الوہابؒ نے یوں نقل کی ہے:

**لا تقبل الشهادة في الزنا إلا ان يجيء الشهود۔۔۔۔۔الخ** [26]"زنا میں گواہی ایک ہی مجلس میں تمام گواہوں کی اکٹھی گواہی نہ دینے پر قبول نہیں کی جائے گی اگر ایک گواہ اکیلے گواہی دے اور باقی اس مجلس کے بعد آکر گواہی دے تو یہ قذف ہوگا۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے الکلوذانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**أو بشَهادَةِ أربعةِ رِجالٍ عُدولٍ يَشهدونَ۔۔۔۔۔۔۔۔الخ**[27]"حد زنا چار عادل مرد گواہوں کی ایک مجلس میں گواہی سے ثابت ہوتا ہے اگرچہ وہ مجلس میں علیحدہ علیحدہ آجائے۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء فرماتے ہیں کہ مختلف مجالس میں گواہوں کی گواہی کی ادائیگی میں ان کی شہادت قبول کرنے میں کوئی باک نہیں ہے۔ جب کہ وہ اس شہادت کو مختلف مجالس میں ادا کرے۔ یہ مسلمان کو گناہ سے پاک کرتا ہے۔ جب گواہوں کا نصاب پورا، حاکم کے اجتہاد کے مطابق، مسلمان کی دینی اور دنیاوی مصلحت کو اس میں

دیکھا جا سکتا۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے رویانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**إذا شهدوابالزنا۔۔۔۔۔**الخ [28]"جب گواہ زنا کی گواہی دے خواہ ایک ہی مجلس میں ہو یا مختلف مجالس میں اکھٹے ہو یا علیحدہ علیحدہ ان کی گواہی قبول کی جائے گی۔"

## اتحاد مکان وزمان

فقہائے عظامؒ کا چار گواہوں کی ایک ہی جگہ اور ایک ہی وقت میں گواہی دینے کی شرط میں اختلاف ہے۔

احناف اور مالکی فقہاء فرماتے ہیں چاروں گواہوں کی شہادت کا ایک ہی مجلس میں ہونا شرط ہے اور ان کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ چاروں گواہ ایک ہی وقت میں اکھٹے حاضر ہوں۔ اگر متفرق طور پر آکر ایک ہی مجلس میں جمع ہو گئے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ شہادت کی ادائیگی میں شبہ کی وجود سے ان پر حد قذف جاری کیا جائے گا اور ان کی موجودگی میں اتحاد نہ ہونے کی باعث، کیونکہ پہلی گواہی دینے والا جب گواہی دے گا تو اس نے تہمت لگائی چونکہ چار گواہ پیش نہیں ہوئے لہٰذا اس پر حد واجب ہو گئی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ملا خسروؒ نے یوں نقل کی ہے:

**بِشَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ مِنْ الرِّجَالِ فِي مَجْلِسٍوَاحِدٍ۔۔۔۔۔**الخ [29]"چار آدمی ایک مجلس میں گواہی دیں اگر علیحدہ علیحدہ گواہی دیں تو قبول نہیں ہو گی۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے عبد الوھابؒ نے یوں نقل کی ہے:

**لا تقبل الشهادة في الزنا إلا ان يجيء الشهود ۔۔۔۔۔**الخ[30]"زنا میں گواہی ایک ہی مجلس میں تمام گواہوں کی اکٹھا گواہی نہ دینے پر قبول نہیں کی جائے گی اگر ایک گواہ اکیلے گواہی دے اور باقی اس مجلس کے بعد آکر گواہی دیے تو یہ قذف تصور ہو گا۔

شافعی فقہاء فرماتے ہیں کہ مکان اور زمان میں گواہوں کا اتحاد شرط نہیں ہے بلکہ جب بھی وہ زنا کی شہادت دیں اگرچہ وہ متفرق ہوں۔ ایک کے بعد ایک گواہی دے تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔ اس شہادت کی وجہ سے ان دونوں (مجرموں) پر حد جاری کی جائے گی۔ اس لیے کہ چار گواہ کا اکھٹے یا متفرق طور پر گواہی دینے میں باہم مشترک ہے۔ انہوں نے متفرق طور پر گواہی دی تو نص پر محمول کیا جائے گا یعنی سزا دی جائے گی۔ اس لیے کہ گواہوں کی شہادت سے ہر حکم ثابت ہوتا ہے جب وہ اکھٹے آئے۔ تو اس سے بھی حکم ثابت ہوتا ہے، جب وہ الگ

طور پر آکر گواہی دے جیسا کہ تمام احکام ہے۔ بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے، کیونکہ اگر شہادت دینے والے الگ الگ آجائیں تو یہ تہمت سے زیادہ دور ہے۔ (یعنی ان پر الزام ملی بھگت کا نہیں لگایا جاسکتا) کہ انہوں نے ایک دوسرے سے سیکھا ہے، ایک دوسرے ملے ہیں۔ اس لیے کہ شہادت کے لیے ایسی کوئی شرط نہیں ہے کہ وہ ایک ساتھ اور ایک ہی حالت میں گواہی دے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ملا خسروؒ نے یوں نقل کی ہے:

بِشَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ) مِنْ الرِّجَالِ۔۔۔۔۔۔الخ [31]"ایک مجلس میں چار گواہوں کی گواہی سے ثابت ہو گا حتی کہ اگر وہ علیحدہ علیحدہ گواہی دے تو قبول نہیں کیا جائے گا۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے عبد الوھابؒ نے یوں نقل کی ہے:

لا تقبل الشهادة في الزنا إلا ان يجيء الشهود۔۔۔۔الخ[32]"زنا میں گواہی ایک ہی مجلس میں تمام گواہوں کی اکٹھا گواہی نہ دینے پر قبول نہیں کی جائے گی اگر ایک گواہ اکیلے گواہی دی اور باقی اس مجلس کے بعد آکر گواہی دی تو یہ قذف ہو گا۔"

حنبلی فقہاء فرماتے ہیں کہ شہادت کی ادائیگی میں گواہوں کے اکٹھا ہونے میں ایک ہی مجلس کا ہونا شرط ہے۔ جب وہ ایک ہی مجلس میں اکٹھے ہو جائیں اور گواہی ادا کریں تو ان کی گواہی سنی جائے گی، اگرچہ ادائے شہادت سے پہلے وہ متفرق طور پر آئے تھے کیونکہ شبہ اظہار اس وقت ہو تا ہے جب کہ گواہی لیتے وقت صرف مکان میں اختلاف ہو۔

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے الکلوذانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

أو بشَهادَةِ أربعةِ رِجالٍ۔۔۔۔۔الخ [33]"چار عادل گواہوں کی ایک مجلس میں مختلف اوقات میں آنے سے ثابت ہوتا ہے۔"

## جائے وقوعہ میں گواہوں کا اختلاف

فقہاء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ جس جگہ بے حیائی وقوع پذیر ہوئی ہے اس کے تعین میں گواہان کا عدم اختلاف شرط ہے۔ گویا کہ دو گواہ اس کی گواہی دیں کہ اس کے ساتھ زنا منزل کے فلاں حصہ میں ہوا اور باقی دو یہ گواہی دیں کہ اسی منزل کے دوسرے حصے میں اس کے ساتھ زنا ہوا ہے۔

احناف اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف شہادت کی ادائیگی میں ضرر رساں نہیں ہے بلکہ یہ گواہی قبول کرکے حد جاری کی جائے گی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَلَوْ شَهِدَ اثْنَانِ أَنَّهُ زَنَى ۔۔۔الخ[34] "جب دو گواہ گواہی دیں کہ ہم نے ان دونوں کو اس کونے میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دو کہے کہ دوسرے کونے میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے تو ان پر حد لاگو ہو گی کیونکہ ممکن ہے کہ شروع ایک کونے میں اور اختتام دوسرے کونے میں کیا ہو دونوں کی منتقلی اور ضرورت کی بنیاد پر تو مشہود مختلف نہیں لہذا ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن قدامہ المقداسیؒ نے یوں نقل کی ہے:

وإن شهد اثنان أنه زنا۔۔۔۔۔۔الخ [35] "جب دو گواہ گواہی دیں کہ ہم نے ان دونوں کو اس کونے میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دو اور کہے کہ دوسرے کونے میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دونوں دور ہوں تو حد جاری نہیں ہو گی اور اگر قریب ہوں تو شہادت کامل ہو گی کیونکہ ان کی سچائی ممکن ہے۔"

مالکیہ اور شوافع فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں شہادت قبول نہ کی جائے گی اور نہ ہی حد جاری کی جائے گی کیونکہ مکان کے تعین میں گواہان کا اختلاف ہے۔ تو یہ شبہ زنا سے حد کو دور کر دیتا ہے۔ پس چاروں گواہان کا ایک وقت میں آنا شرط ہے اور وہ ایک ہی وطی پر گواہی دیں اور ایک ہی جگہ میں اور ایک ہی صفت کے ساتھ، تو اسی سے شہادت پوری ہو گی۔

مالکی مکتب کے فقہاء کی مذکورہ رائے عبد الوہابؒ نے یوں نقل کی ہے:

ان يشهد اثنان أنهما رأياه يزني۔۔۔۔۔الخ [36] "جب دو گواہ گواہی دیں کہ ہم نے ان دونوں کو اس کونے میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور دو اور کہے کہ دوسرے کونے میں زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی اور گواہوں پر حد لاگو ہو گی۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ماوردیؒ نے یوں نقل کی ہے:

ان يَخْتَلِفُوا فِي زَاوِيَةِ الْبَيْتِ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ۔۔۔۔۔الخ.[37] "جب گھر کے کونے میں گواہ اختلاف کریں بعض کہے کہ اس کونے میں زنا کیا ہے اور بعض کہے کہ اس گھر کے دوسرے کونے میں زنا کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں دونوں پر استحسانا حد واجب ہو جاتا ہے کیونکہ دونوں ایک کونے سے دوسرے کونے کو منتقل ہو رہے ہیں اور امام شافعیؒ کے ہاں دو گھروں کی طرح کونوں میں عدم اتفاق کی وجہ سے حد لاگو ہو گی۔"

## وقوعہ جرم میں گواہوں کا اختلاف

اگر دو آدمی گواہی دیں کہ کوفہ میں اس آدمی نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور دوسرے دو گواہ یہ گواہی دیں کہ اس کے ساتھ زنا بصرہ میں ہوا ہے تو یہ شہادت قبول نہ ہوگی۔ بالاجماع ان دونوں پر حد قائم نہیں کی جائے گی البتہ گواہان کو حد قذف کی سزا ہوگی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن نجیمؒ نے یوں نقل کی ہے:

لَوْ اخْتَلَفُوا فِي الْبَلَدِ الَّذِي وَقَعَ فِيهَا الزِّنَا۔۔۔۔الخ [38]"اگر وقوعہ زنا میں اختلاف واقع ہو جائے۔ دو گواہ گواہی دیں کہ زنا کوفہ میں کیا ہے اور دو گواہ گواہی دیں کہ زنا بصرہ میں کیا ہے تو دونوں پر حد لاگو نہیں ہوگی کیونکہ زنا پر شہادت دی گئی اور اس کی مکان میں اختلاف واقع ہوا ہے اور دونوں پر شہادت کا نصاب پورا نہیں اسی طرح گواہوں پر بھی حد لاگو نہیں ہوگی امام زفر کا اس میں اختلاف ثابت ہے۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن عبد البرؒ نے یوں نقل کی ہے:

وإذا اختلف الشهود على الزنا في ۔۔۔الخ [39]"جب زنا کی شہادت میں مہینہ، دن، وقت، شہر، مکان اور فعل زنا کی صفت میں اختلاف واقع ہو جائے تو ان سب گواہوں پر حد قذف لاگو کر کے ان سے حد زنا ساقط ہو جائے گی۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو الحسینؒ نے یوں نقل کی ہے:

وإن شهد اثنان: أنه زنى بها في البصرة۔۔۔۔۔الخ .[40]"جب دو گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے بصرہ میں زنا کیا ہے اور دو اور گواہی دے کہ کوفہ میں زنا کیا ہے تو جن کے خلاف شہادت دی گئی ہے ان پر حد لاگو نہیں ہوگی۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن قدامہؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَإِذَا شَهِدَ اثْنَانِ أَنَّهُ زَنَىَ بِهَا فِي هَذَا الْبَيْتِ۔۔۔۔۔۔الخ [41]"جب دو گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے اس گھر میں زنا کیا ہے اور دو اور گواہی دے کہ دوسرے گھر میں زنا کیا ہے یا ہر دو گواہ مختلف شہروں میں زنا کرنے کا دعویٰ کریں یا دن میں اختلاف کریں تو سب پر حد قذف لاگو ہوگی۔"

## زانیہ کی بکارت کا ظاہر ہونا

اگر چار عادل آدمی یہ گواہی دے کہ فلاں شخص نے عورت کے ساتھ زنا کیا بعد میں اس عورت کو باکرہ پایا گیا۔ تو یہ شہادت رد کر دی جائے گی اور بالاجماع اس کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ شبہ پائے جانے کی وجہ سے حد اس سے دفع کی جائے گی اور گواہان کو سزا نہ ہوگی کیونکہ بکارت کا موجود ہونا زنا کی عدم وقوع پر دلیل ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن نجیمؒ نے یوں نقل کی ہے:

**لَوْ شَهِدُوا عَلَى رَجُلٍ أَنَّهُ زَنَى بِفُلَانَةَ فَوُجِدَتْ فُلَانَةُ بِكْرًا۔۔۔۔۔الخ**[42] "اگر گواہوں نے کسی شخص پر گواہی دی کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا اور اس عورت کو دوسری عورتوں نے باکرہ قرار دیا اور بکارت کے ساتھ زنا ثابت نہیں ہوتا تو جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے دونوں پر حد جاری نہیں کی جائے گی کیونکہ حد ساقط ہونے میں عورتوں کی گواہی حجت ہے البتہ حد ثابت ہونے میں حجت نہیں۔"

## گواہ کی گواہی دینے میں تاخیر

جب سزائے جرم کے گواہ دیر سے حاضر ہو جائے تو یہ حد جاری کرنے میں رکاوٹ نہیں اگرچہ حاکم وقت سے ذرا فاصلہ پر ہو، اس کے بارے میں فقہاء کا آپس میں اختلاف ہیں۔

احناف فرماتے ہیں کہ ادائے شہادت میں دیری پائے جانے کی وجہ سے ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، کیونکہ ان کے نزدیک حدود خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو شہادت میں دیری سے باطل ہو جاتا ہے کیونکہ گواہی دینے والے کو ان دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہے کہ یا تو وہ شہادت دے اور دوسرا یہ کہ ایک مسلمان کی ستر پوشی کرے۔ پس ادائے شہادت میں تاخیر یہ ستر پوشی کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔ اس کے بعد شہادت کی ادائیگی پر اقدام رنجش اور حسد کے پائے جانے کی وجہ سے ہے یا خاموشی کے بعد ان کی حرکت میں آنا عداوت کی وجہ سے ہے تو وہ اپنی گواہی میں تہمت والے ہوں گے۔ سوائے اس کے کہ ان کے لیے کوئی عذر پایا جائے۔ جب کہ بغیر کسی سبب کے گواہی میں تاخیر کرنے سے گواہی دینے والا فاسق ہو جاتا ہے تو مانع شہادت کے یقین ہونے کی وجہ سے اس کی شہادت رد کی جائے گی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے مرغینانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**قال وإذا شهد الشهود بحد متقادم ۔۔۔۔الخ**[43] "جب کوئی گواہ پرانی حد میں جس کے نفاذ میں امام کو کوئی رکاوٹ نہ ہو گواہی دے تو قذف کے علاوہ باقی حدود میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔"

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ زنا کے بارے میں، حد قذف میں، شراب پینے کے بارے میں گواہی سنی جائے گی، اگرچہ واقعہ کے ایک لمبے عرصے کے بعد کیوں نہ ہو، اس لیے کہ شہادت کے بعد حد کا جاری ہونا تو برحق ہے اور ہمارے لیے اس کا باطل ہونا ثابت نہیں ہے اور کبھی ان کے نزدیک عذر بھی ہو سکتا ہے۔ جو بے حیائی کے وقوع کے وقت میں ادائے شہادت سے ان کو منع کرتا ہو۔ اس طور سے کہ جرم کا فتنہ باقی رہے اور تب تک یہ ٹھنڈا

نہ ہو رہا ہو جب تک مجرم کو سزا نہ دی جائے۔ پس اس صورت میں گواہان کا گواہی میں تاخیر کرنا عذر ہے۔

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام مالکؒ نے یوں نقل کی ہے:

**قَالَ: نَعَمْ لَا يَبْطُلُ الْحَدُّ فِي شَيْءٍ مِمَّا ذَكَرْتَ ۔۔۔۔۔۔الخ .**[44]"فرمایا کہ ہاں ان مذکورہ اشیاء میں کوئی بھی چیز حد کو باطل نہیں کرتا اگرچہ طویل زمانے کے بعد پیش کیا جائے یا چور توبہ کرے اور اپنی اصلاح کر چکے ہو یہی میں نے سنا ہے اور یہی میری رائے ہے تو میں نے عرض کیا کہ اگر طویل زمانے کے بعد پیش کرے تو فرمایا کہ ہاں ۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے رویانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**إذا شهدوا بالزنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ** [45]"جب لمبہ عرصہ گذرنے کے بعد وہ زنا کی گواہی دے تو اس کو قبول کی جائے گی۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن قدامہؒ نے یوں نقل کی ہے:

**اختلفوا في الشهادة بالحد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ** [46]"حد میں زمانہ گذرنے کے بعد گواہی کے بارے میں اختلاف ہے ابن ابی موسیٰ فرماتے ہیں کہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جس آدمی نے گناہ موجب حد کے وقت گواہی نہیں دی بعد میں گواہی ضد کی وجہ سے ہوگی اور ہمارے کچھ اصحاب فرماتے ہیں کہ اس کو قبول کی جائے گی کیونکہ حق اور سچا گواہی دی ہے پس زمانہ گذرنے کے بعد بھی قصاص کی طرح جائز ہے۔"

## زانیہ پر جبر میں گواہان کا اختلاف

کسی آدمی کے زنا کے ارتکاب پر دو آدمی گواہی دے لیکن ساتھ یہ بھی کہے کہ اس کو گناہ پر مجبور کیا گیا تھا اور باقی دو گواہ یہ کہے کہ اس نے اپنی خوشی سے گناہ کا ارتکاب کیا ہے، تو اس کے بارے میں فقہا کا اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہ، مالکیہ، شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں ان پر کوئی حد نہیں ہے۔ ان گواہان کی گواہی کو بوجہ شبہ مسترد کیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے اپنے اقوال میں ایک دوسرے سے اختلاف ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کی مذکورہ رائے امام کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَلَوْ شَهِدَ أَرْبَعَةٌ بِالزِّنَا بِامْرَأَةٍ۔۔۔۔الخ** [47]"جب چار گواہوں میں سے دو گواہ عورت پر برضا اور دو بالجبر زنا کا الزام لگائے تو بالاجماع عورت پر حد لاگو نہیں ہوگی کیونکہ حد زنا بالرضا پر واجب ہوتی ہے اور یہاں عورت کے حق میں رضا ثابت نہیں اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرد پر بھی حد جاری نہیں ہوگی۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے زرقانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ولو شهد بالزنا أربعة واختلفوا في صفته ــــــالخ** [48]"اگر چار گواہ زنا کی گواہی دے اور وہ صفت میں اختلاف کریں ،یعنی دو گواہی دیے کہ اس کو مجبور کیا گیا اور دو گواہی دے کہ مرضی سے زنا کا ارتکاب کیا ہے تو چاروں پر حد جاری ہو گی اور مرد اور عورت دونوں پر حد زنا جاری نہیں ہو گی یہی قول ابن قاسم سے منقول ہے۔ عورت کے بارے میں چاروں کے اختلاف ہیں کہ وہ مکرہ ہے یا برضا تو عدم اتفاق کی وجہ سے اس کا معاملہ ظاہر ہے اور مرد کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جب بعض گواہوں کی گواہی باطل ثابت ہوئی تو کل بھی باطل ہوئی لہذا اس پر بھی حد جاری نہیں کی جائے گی۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے رویانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**إذا شهد شاهدان أنه أكرهها وآخران أنه طاوعته ــــــــالخ** [49]"جب دو گواہ زنا برضا اور دو بالجبر کی گواہی دے تو عورت پر حد جاری نہیں کی جائے گی کیونکہ ایک حالت پر بھی گواہوں کی تعداد مکمل نہیں ہے۔لہذا منصوص مذہب کے مطابق مرد پر بھی حد لاگو نہیں ہو گی۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابن قدامہؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وإن شهد اثنان، أنه زنا بها مطاوعةــــــالخ** [50]"جب دو گواہ زنا برضا اور دو بالجبر کی گواہی دے تو مرد اور عورت دونوں پر حد جاری نہیں کی جائے گی کیونکہ دونوں افعال پر گواہی پوری نہیں۔"

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں خاص طور پر مرد ہی کو سزا دی جائے گی کیونکہ چار گواہان نے شہادت دی ہے اور ان سب نے اس کے زنا کے مرتکب ہونے پر اتفاق کیا ہے۔لیکن ان کا اختلاف صرف اس میں ہے کہ کیا یہ مجبور کیا گیا تھا یا مجبور نہ تھا؟ پس اس پر حد قائم ہو گی۔ جہاں تک عورت کا تعلق ہے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی،اس لیے کہ وہ اس حالت میں مجبور کی گئی ہے۔ گواہان کی گواہی سے زنا پر مجبور کی گئی عورت پر بالاجماع حد جاری نہیں کی جاتی اور زانی پر واجب ہے کہ وہ اس عورت کو مہر دیں اور اگر وہ عورت اس زنا سے حاملہ ہو گئی ہو تو اس کی اولاد اس شخص کے ساتھ جوڑی جائے گی۔

صاحبین کی مذکورہ رائے امام کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَلَوْ شَهِدَ أَرْبَعَةٌ بِالزِّنَا بِامْرَأَةٍ، ـــــــــالخ** [51]"جب چار گواہوں میں سے دو گواہ عورت پر برضا اور دو بالجبر زنا کا الزام لگائیں تو بالاجماع عورت پر حد لاگو نہیں ہو گی کیونکہ حد زنا بالرضا پر واجب ہوتی ہے اور یہاں عورت کے

حق میں رضا ثابت نہیں اور مرد پر بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک حد جاری نہیں کی جائے گی البتہ صاحبین کے ہاں مرد پر حد جاری کی جائے گی۔

## گواہوں سے تفتیش (پوچھ گچھ)

جب حاکم کی مجلس میں چار گواہان حاضر ہو تا کہ زنا کے بارے میں گواہی دیں۔ حاکم ان سے زنا کے بارے میں پوچھے گا کہ زنا کیاہو تاہے؟ اور کیسے ہو تاہے؟ اور کہاں پر زنا کیاہے؟ اور کب کیاہے؟ اور زنا کس طرح کیاجاتاہے؟ اگر ان تمام امور میں سے گواہان متفق ہوں اور تفصیل سے وہ کہیں کہ ہم نے مرد کے عضو مخصوص کو عورت کی شرمگاہ میں اس طرح دیکھا جیسے سلائی سرمہ دانی میں ہوتی ہے۔ اس حالت میں اجمال کافی نہیں ہے تو حاکم پر واجب ہے کہ وہ زانیوں کو زنا کی سزا دے دیں۔ بسا اوقات عورت کو ہاتھ لگایاہو تاہے، یا زنا دارالحرب میں ہوا ہو تاہے، یا بچپن میں ہوا ہو تاہے، یا کوئی پرانا واقعہ ہو تاہے۔

مالکی فقہاء فرماتے ہیں کہ شہادت اس صورت میں صحیح ہو گی جب زنا کی تمام کیفیت سب نے ایک جیسی بتائی ہو۔ مثلاً زنا لیٹ کر ہوا یا کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا مرد اس عورت کے اوپر تھا یا اس کے نیچے تھا اور فلاں مکان میں ہوا اور فلاں وقت میں ہوا۔ یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ ممکنہ طور پر گواہی کی ادائیگی سے حاکم ان سب گواہان کو الگ الگ کر دے اور گواہان فرداً فرداً ان تمام باتوں کو بیان کرے اور ایک ہی وقت خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا بیان کرے۔ مختلف اوقات کی باتیں نہ ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ عضو مخصوص کا شرمگاہ میں اس طرح داخل ہونا بیان کرے جیسے سلائی سرمہ دانی میں، شہادت کی ادائیگی میں اس زیادت کا بیان کرنا ضروری ہے۔ اس معاملہ میں ان پر سختی کی جائے۔ جہاں تک ممکن ہو پردہ پوشی کی جائے۔ اگر ان گواہان میں ایک گواہ کو ادائے شہادت کے وقت منتقل کر دیا یا ایک کا بیان دوسرے کے بیان کے موافق نہ ہوا تو ان کی شہادت کو رد کر دی جائے گی اور گواہان کو تہمت لگانے کے الزام میں سزا دی جائے گی۔

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو بکرؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ان وجه الشهادةفي الزنى۔۔۔۔الخ** [52]"زنا کی شہادت میں معتبر یہ ہے کہ اکٹھے چار گواہ ایک ہی وقت میں ایک جگہ ایک ہی صفت اور ایک آدمی کی زنا پر گواہی دے تو گواہی پوری ہو جاتی ہے۔"

### احصان سے انکار

جب کسی شخص پر چار گواہان نے زنا کی گواہی دی لیکن اس شخص نے شادی شدہ ہونے سے انکار کیا حالانکہ اس کی

بیوی اور اس سے اولاد بھی ہو تو اس شخص کو رجم کیا جائے گا اور اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ کیونکہ اس کی بیوی اور اولاد کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کی کذب بیانی ظاہر ہے۔

## گواہوں کی اہلیت گواہی سے محرومی

علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس وجہ سے گواہی کی اہلیت ختم ہوتی ہے، اس سے حد بھی ساقط ہوتی ہے۔ جیسے گواہی دینے والے کا مرتد ہو جانا (العیاذ باللہ) یا گواہان میں سے کسی گواہ کا نابینا ہو جانا، یا گونگا ہو جانا یا فاسق ہو جانا یا اس پر حد قذف کا جاری ہو جانا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ گواہ میں یہ خامیاں فیصلے سے پہلے نمودار ہو جائے یا بعد میں حد جاری ہونے سے پہلے۔ اسی طرح گواہوں میں سے کسی کا مر جانا یا سب کا مر جانا حد کو ساقط کر دیتی ہے۔

## رجم کے گواہوں سے رجم کی شروعات

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ واجب ہے کہ زانی کو رجم کرنے کا آغاز گواہان کریں اور گواہان کو اس پر امام وقت مجبور کرے گا، اس کے بعد پتھر امام یا اس کا نائب مارے گا، پھر اس کے بعد عام لوگ ماریں گے۔ یہ وہ شرط ہے جو حد جاری کرنے میں ضروری ہے۔ یہاں تک کہ اگر گواہان زانی کو رجم کرنے سے انکار کرے تو ان دونوں میں جن پر حد لازم ہو گئی ہے حد ساقط ہو جائے گی۔ گواہان کو حد قذف کی سزا نہیں دی جائے گی۔ کیونکہ ان کا انکار ان کے رجوع کے بارے میں صریح نہیں ہے۔ لیکن گواہ کا حد کو روکنے میں ایک شبہ ضروری ہے، کیونکہ زانی کے رجم سے گواہان کا انکار، ان کے بیان سے رجوع کرنے پر ایک دلیل ہے۔ بسا اوقات پہلے پہل تو گواہ ادائے شہادت میں تساہل کرتا ہے لیکن گواہی پر عمل کرنے کے وقت یہ کام ان پر بہت سخت ہو جاتا ہے اور اس کا دل کڑھتا ہے اور اپنی گواہی سے رجوع کر لیتا ہے۔ پس تہمت لگانے والوں سے سزا اٹھ جائے گی۔ اس میں توثیق اور سرزنش ہے۔

حنفی مکتب فکر کے مذکورہ رائے ابن عابدینؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَالشَّرْطُ بُدَاءَةُ الشُّهُودِ بِهِ وَلَوْ بِحَصَاةٍ صَغِيرَةٍ۔۔۔۔الخ** [53]"رجم گواہوں سے شروع کروایا جانا شرط ہے اگر چہ چھوٹے پتھر سے کیوں نہ ہو اگر عذر ہو جیسے مرض وغیرہ تو پھر قاضی ان کی موجودگی میں شروع کرے گا اگر گواہوں نے انکار کیا یا وہ مر گئے یا غائب ہو گئے یا گواہی کے بعد کاٹ دیے گئے تو شرط ختم ہونے کی وجہ سے رجم ساقط ہو جائے گی اور صحیح قول کے مطابق گواہوں پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔"

ابی بکرہ سے ایک حدیث روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو سنگسار کیا۔ آپ ﷺ نے ہی سب سے پہلے چنے کی مقدار میں کنکریوں سے مارا پھر فرمایا: **ارموها واتقوا الوجه**[54]" اس کو مارو لیکن چہرے کو بچائے رکھو۔

"عامر شعبیؒ سے روایت کی گئی ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ شراحہ کا خاوند شام میں غائب ہو گیا اور یہ عورت حاملہ ہو گئی اور وہ اپنے سرپرست کے ساتھ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ اس نے کہا کہ اس عورت نے زنا کیا ہے اور اس نے خود اعتراف بھی کیا ہے۔ تو اس کو جمعرات کے دن سو کوڑے مارے گئے اور جمعہ کے دن اس کو رجم کیا گیا۔ ناف تک اس کے لیے گڑھا کھودا گیا اور میں (عامر شعبی) اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: رجم سنت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا ہے۔ اگر اس عورت پر ارتکاب زنا کی کسی نے گواہی دی ہوتی تو سب سے پہلے اس کو گواہی دینے والا پتھر مارتا۔ پھر وہ اپنی گواہی کی اتباع میں اس کو پتھر مارنے سے گواہی دیتا ہے۔ لیکن اس عورت نے خود اقرار کیا ہے تو سب سے پہلے میں ہی اس کو پتھر مارتا ہوں۔ پھر لوگوں نے پتھر مارے اور یہی بھی انہی لوگوں میں سے ہوں۔ پس میں بھی اللہ تعالیٰ کی قسم اس کو ہلاک کرنے میں شریک تھا۔

علما احناف میں سے امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ گواہان کا پتھر مارنے سے آغاز مستحب ہے۔ شہادت کی تکمیل کے لیے نہیں ہے۔ پس اگر وہ انکار کریں یا غائب ہو جائیں یا مر جائیں تو حاکم حد چھوڑنے کی بجائے جاری کرے گا کیونکہ حد شہادت سے ثابت ہو گئی ہے۔ تو اس کو جاری کرنا لازم ہو گیا ہے۔

حنفی مکتب فکر کے مذکورہ رائے داماد افندیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَرُوِيَ عَنْ أَبِي يُوسُفَ لَوْ أَبَوْا كُلًّا أَوْ بَعْضًا۔۔۔۔۔۔۔الخ** [55] "امام ابو یوسفؒ سے روایت کی گئی ہے کہ اگر بعض یا سب گواہوں نے انکار کیا یا غائب ہو گئے تو امام رجم کرے گا۔"

شافعی فقہاء فرماتے ہیں کہ زانی کو رجم کرنے میں کوڑے مارنے کا اعتبار کرتے ہوئے گواہان سے پہل کرانا شرط نہیں ہے۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام الحرمینؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ثم اشترط إذا حضر الوالي ان يبدأ بالرجم۔۔۔۔۔الخ** [56] "اگر ولی حاضر ہو تو (رجم) کا ابتداء ولی کرے گا اور اگر گواہ موجود ہوں تو وہ ابتداء کریں ہم گواہوں کی موجودگی کو واجب نہیں بلکہ تہمت کے خاتمے کے لیے مستحب مانتے ہیں۔"

مالکی فقہاء فرماتے ہیں کہ رجم کرنے کا آغاز حاکم، یا اس کا نائب کرے گا۔ گواہان سے آغاز کرانا شرط نہیں ہے اور نہ ہی مجرم کے لیے جائز ہے کہ وہ خود اپنے آپ کو پتھر مارے۔ اس لیے کہ موجب القتل فعل کے مرتکب کا خود اپنے

آپ کو مارنا صحیح نہیں ہے بلکہ یہ کام حاکم یا اس کے نائب کا ہے۔

حنابلہ فرماتے ہیں کہ حاکم کا اور اسی طرح گواہان کا بھی رجم کے وقت حاضر ہونا اور نہ ہونا دونوں جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ماعزؓ کو رجم کرنے کا حکم دیا لیکن آپ ﷺ خود تشریف فرما نہ تھے۔

## گواہی سے رجوع

جب چار گواہان کسی آدمی کے بارے میں یہ گواہی دے کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور چار دوسرے گواہان نے اس کی کسی دوسری عورت کے ساتھ زنا کے ارتکاب کی گواہی دی، تو اس کو رجم کر دیا جائے ۔ پھر دونوں فریق اپنی اپنی گواہی سے رجوع کرے تو یہ تمام گواہان اجتماعی طور پر اس آدمی کی دیت ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے اور ان سب گواہان کو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قذف کی سزا دی جائے گی۔

امام محمد بن حسنؒ فرماتے ہیں کہ وہ دیت کے ضامن ہوں گے لیکن ان پر حد قذف جاری نہیں کی جائے گی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ امام داماد افندیؒ نے یوں نقل کی ہے:

لَوْ شَهِدَ أَرْبَعَةٌ عَلَى أَنَّهُ زَنَى بِفُلَانَةَ وَشَهِدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَةٌ ۔۔۔۔الخ .[57] "اگر چار گواہ گواہی دیں کہ اس نے فلاں عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اور چار اور گواہ کسی دوسری عورت سے زنا کی گواہی دے اور پھر دونوں فریق رجوع کرے تو بالاجماع سب دیت کے ضامن ہونگے اور امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے ہاں حد قذف بھی ان پر جاری ہو گی اور امام محمدؒ کے ہاں حد قذف لاگو نہیں ہو گی۔"

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر گواہان میں کسی ایک گواہ نے رجم کی سزا کے بعد اپنی گواہی سے رجوع کیا تو اس کو اکیلے رجوع کی وجہ سے ہی قذف کی سزا دی جائے گی، اور دیت کا چوتھائی ادا کرنے کا ذمہ ہو گا۔ اور اگر ان میں سے کسی ایک نے حد جاری ہونے سے پہلے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو ان سب گواہان کو قذف کی سزا دی جائے گی کیونکہ گواہ چار سے کم ہو گئے۔

حنفی مکتب فکر کی فقہاء کے مذکورہ رائے کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَإِنْ كَانَ رَجْمًا غَرِمَ الرَّاجِعُ رُبُعَ الدِّيَةِ۔۔۔۔الخ [58]"اگر رجم ہو تو رجوع کرنے والے کو دیت کے ربع کا ضامن ٹھرایا جائے گا کیونکہ تین دیت کی تین حصوں کی حفاظت کرتے ہیں اور چوتھے کی شہادت ہی ہلاک کرنے والا ٹھہرا ہے۔"

شافعی فقہاء فرماتے ہیں کہ جب گواہان میں سے کوئی اپنی گواہی سے رجوع کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ

ملزم کو ظلماً قتل کرنے کا سبب ہوا۔

## گواہوں کی عدم عدالت کا ظاہر ہونا

فقہائے کرام کا اس میں اختلاف ہے کہ جب قاضی زانی کو کوڑے مارنے کا حکم دے تو وہ شخص سزا کے دوران مر جائے یا زخمی ہو جائے اور پھر معلوم ہو جائے کہ گواہان غیر عادل ہیں۔ بلکہ وہ مجروح ہیں یا معلوم ہو جائے کہ وہ فاسق ہیں یا غلام ہیں یا غیر مسلم ہیں یا ان میں سے ایک گواہ کو حد قذف دی جا چکی ہے یا اندھا ہے۔ تو باتفاق علماء ان سب کو سزا دی جائے گی۔

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قاضی پر کوئی ضمان نہیں جب کہ اس کے بارے میں فیصلہ نہ کیا گواہان سے باز پرس ہے اور نہ ہی بیت المال پر کوئی بوجھ ہو گا۔

صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ تاوان اور دیت کا ذمہ بیت المال پر ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ملا خسروؒ نے یوں نقل کی ہے:

أَيْ شَهِدَ الشُّهُودُ بِزِنًا وَالزَّانِي غَيْرُ مُحْصَنٍ فَجُلِدَ۔۔۔الخ [59] "اگر گواہ غیر شادی شدہ شخص کے خلاف زنا کی گواہی دی اور اس کو کوڑے لگے اور کوڑوں کی وجہ سے زخم آ جائے، پھر معلوم ہو جائے کہ گواہوں میں سے ایک غلام تھا یا حدِ قذف میں محدود تھا تو زخم کا تاوان امام ابو حنیفہؒ کے ہاں معاف ہے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے ہاں تاوان کے ضامن ہونگے اور اگر شادی شدہ شخص کے خلاف زنا کی گواہی دی پھر پتہ چلے کہ ان میں سے ایک غلام ہے وغیرہ تو رجم کی دیت بیت المال پر ہو گی۔"

مالکی فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر ان کے فسق پر دلیل قائم ہوئی تو قاضی پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور اگر ان کے کفر اور غلامی پر گواہ پیش کیے گئے تو قاضی ضامن ہو گا۔ قاضی پر اس محدود شخص کی اولاد کو دیت کی ادائیگی ہے۔ گواہان کے عدالت کے بارے میں اس نے تفریط سے کام لیا ہے۔

شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ قاضی پر دیت کا ضمان ہے، کوڑے مارنے کی حالت میں اگر زخمی ہوا یا اثرات رہ گئے تو اس کا بھی تاوان ہے۔ کوڑے مارنے کی حالت میں تو اس کی دیت کا ذمہ دار قاضی ہے یا زخمی ہونے کی صورت میں قاضی کے ذمے تاوان ہے۔

علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ جب رجم کی سزا دینے کے بعد گواہان میں سے کسی ایک کی نااہلیت ظاہر ہو جائے تو اس سزا یافتہ کی دیت بیت المال کے ذمہ ہے۔ اور گواہان کو حد قذف دی جائے گی۔

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ گواہوں پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اس لیے کہ گواہی کی بنا پر جو سزا دی جائے اس سزا کا غیر

مہلک ہونا واجب ہے۔ اور قاضی پر بھی کوئی تاوان اور ضمان وغیرہ نہیں ہے، اس لیے کہ قاضی نے مہلک ضرب کا حکم نہیں دیا تھا۔ بلکہ جلاد قصوروار ہے۔ صحیح قول کے مطابق اس پر بھی تاوان واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس نے مارنے کے ارادے سے ضرب نہیں لگائی تو اس وقت اس پر بالکل ضمان (تاوان) واجب نہیں ہے۔

حنفی مکتب فکر کی فقہاء کے مذکورہ رائے داماد افندیؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَلَهُ ان الْفِعْلَ الْجَارِحَ لَا يَنْتَقِلُ إِلَى الْقَاضِي۔۔۔۔الخ.[60] "فعل جارح قاضی کی طرف منتقل نہیں ہوتا کیونکہ اس نے اس کا حکم نہیں دیا تو اس فعل کی نسبت جلاد کی طرف ہی ہوگی البتہ صحیح قول کے مطابق اس پر ضمان نہیں ہوگا تاکہ جرمانے کی ڈر سے لوگ حد قائم کرنے سے منع نہ ہو جائیں۔"

## زنا کے گواہوں کی شادی شدہ ہونے کی شہادت سے رجوع

جب چار گواہان کسی آدمی کے ارتکاب زنا پر گواہی دے دیں اور دو گواہان اس کے شادی شدہ ہونے کی گواہی دے۔ تو حاکم اس پر حد جاری کرے گی۔ زنا کے ارتکاب پر گواہان اور شادی شدہ ہونے پر گواہان نے اپنی اپنی گواہیوں سے رجوع کیا۔

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ صرف زنا کے ارتکاب کے چار گواہان پر دیت واجب ہے۔ شادی شدہ ہونے پر گواہان پر دیت واجب نہیں ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے فخر الدین زیلعیؒ نے یوں نقل کی ہے:

ان يَشْهَدَ أَرْبَعَةٌ بِالزِّنَا وَيَشْهَدَ آخَرَانِ أَنَّهُ مُحْصَنٌ ۔۔۔۔الخ [61] "جب چار گواہ زنا کی گواہی دے اور دو گواہ شادی شدہ ہونے پر گواہی دے اور پھر رجوع کرے تو تاوان زنا کے گواہان پر واجب ہوگا کیونکہ وہی سبب ہیں اور احصان کے گواہان پر کوئی تاوان لازم نہیں ہوگا کیونکہ وہ حقیقت میں شرط نہیں بلکہ نشانی ہے۔"

شوافع فرماتے ہیں کہ دیت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ دو تہائی زنا کے ارتکاب پر گواہی دینے والے گواہان ادا کرے گا اور ایک تہائی شادی شدہ ہونے پر گواہی دینے والے گواہان ادا کریں گے۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے کمال الدینؒ نے یوں نقل کی ہے:

ان شهدوا بالإحصان بعد شهود الزنا۔۔۔۔۔الخ[62] "اگر زنا کی گواہی کے بعد وہ احصان کی گواہی دے اور اس کے جرمانے سے قبل یا بعد تو ان کی کوئی سزا نہیں کیونکہ ان کی گواہی سے صرف صفت کا کمال ثابت ہوا ہے اگر ہم احصان کے گواہوں کو جرمانہ کریں تو اصح قول کے مطابق ان پر ثلث اور زنا کے گواہوں پر دو ثلث لازم

ہونگے۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے کلوذانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**فإنْ شَهِدَ أربعَةٌ بالزِّنَا، واثنَانِ بالإحصَانِ، فَرُجِم۔۔۔۔۔۔الخ** [63]"اگر چار گواہ زنا کی گواہی دے اور دو احصان کی اور اس کو رجم کیا گیا، پھر سب اپنی اپنی گواہیوں سے رجوع کرے اور غلطی کا اعتراف کرے تو ایک رائے کے مطابق دیت چھ پر تقسیم کی جائے گی اور دوسری رائے کے مطابق نصفِ دیت احصان کے گواہوں پر اور باقی نصفِ دیت زنا کے گواہوں پر لازم ہوگی۔"

حنبلی فقہاء فرماتے ہیں کہ ان پر نصف دیت واجب ہے اور آدھا زنا کے ارتکاب پر گواہان ادا کریں گے اور آدھا وہ ادا کریں گے جنہوں نے اس کے شادی شدہ ہونے پر گواہی دی ہے، کیونکہ حد ان تمام کی گواہیوں سے مکمل ہوئی ہے۔اگر وہ زنا کے ارتکاب کی گواہی دیتے اور اس کے شادی شدہ ہونے پر گواہی نہ دیتے تو اس کو صرف کوڑے مارے جاتے۔اس کے شادی شدہ ہونے پر گواہی کی وجہ سے اس کو ناحق مارا گیا، تو سب ایک ساتھ نصف نصف دیت کے ضامن ہوں گے۔

مالکی فقہاء فرماتے ہیں کہ اس میں دو روایتیں ہیں۔ان دونوں میں زیادہ ظاہرہ قوی یہ ہے کہ دیت صرف زنا کے ارتکاب کے گواہی دینے والے پر ہوگی۔احناف کی طرح۔اوران سے ایک روایت یہ ہے کہ حنابلہ کی طرح دونوں قسم کے گواہوں کے درمیان نصف نصف دیت دینی پڑے گی۔

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام ابو محمدؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وإن شهدا عليه أربعة بالزور بالزنا۔۔۔الخ** [64]"اگر کسی پر چار گواہ زنا کی جھوٹی گواہی کرے ان میں سے دو زنا کی اور دو احصان کی گواہی دے اور اس کو رجم کیا جائے اور پھر احصان اور زنا کی گواہان اپنی گواہی سے رجوع کرے تو زنا کی گواہوں پر دیت کا جرمانہ اور حد قذف جاری ہوگی اور احصان کے گواہوں پر کچھ بھی لازم نہ ہوگا۔"

فائدہ: علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے "فاجلدوا" حاکم کے علاوہ کسی کو حد جاری کرنا جائز نہیں ہے۔امت کا اس پر اجماع ہے کہ آیت کریمہ میں مخاطب حاکم ہی ہے۔پھر انہوں نے حاکم کو مقرر کرنا واجب قرار دیا ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حد جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔اس پر اجماع ہے کہ حاکم کے علاوہ کوئی اور حد جاری نہیں کر سکتا۔ واجب مطلق اسی سے پورا ہوتا ہے ۔مکلف کا اس پر قدرت پانا ضروری ہے۔اس وجہ سے حاکم کا مقرر کرنا واجب اور ضروری ہے۔

جب حاکم نہ ہو تو کسی اور شخص کو سزا دینے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ لوگ نیکو کاروں میں سے ایک کا تعین کرے کہ وہ فیصلہ کیا کریں۔

## گواہی پر گواہی کا بیان

احناف، مالکیہ، حنابلہ اور شوافع کی ایک رائے یہ ہے کہ جب چار گواہان گواہی دے کہ فلاں چار گواہوں نے ایک آدمی کے زنا کے ارتکاب پر گواہی دی تھی تو ان کی شہادتوں کی وجہ سے حد جاری نہیں ہو گی۔ اس لیے کہ اس کے ثبوت میں دو مرحلوں پر شبہات واقع ہونے کے باعث شبہ اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر شارع شہادت کے اوپر شہادت کو معتبر قرار دیتے ہوئے مالی معاملات میں اس کی بنا پر فیصلہ کرتا ہے لیکن یہ کمزور ہے۔

فی الجملہ اس پر اعتبار کرنے سے یہ ضروری نہیں ہو جاتا کہ ہر معاملہ میں اس پر اعتبار کیا جائے جیسے عورتوں کی شہادت پر اعتبار کرنا اس لیے کہ مالی معاملات میں عورتوں کی شہادت قابل اعتبار اور صحیح و درست ہے اور حدود میں شبہ کی زیادت کی وجہ سے معتبر نہیں ہے۔ حدود کے علاوہ زیادت کے باوجود اس شبہ کی مثل ان کی شہادت معتبر ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے رائیگاں کرنے میں احتیاط کیا جائے۔ اور احتیاط اس میں ہے کہ ان صورتوں میں شہادتوں کو رد کر دیا جائے کیونکہ یہ گواہیاں اصل گواہوں کی جگہ پر ہیں۔ اور جب اصل گواہوں کے بدلہ گواہی پیش ہو تو ثبوت مدعا میں احتیاط سے کام لینا چاہیے لیکن اس گواہی کو باطل کرنے میں احتیاط کی ضرورت اور حاجت نہیں ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام سرخسیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**قَالَ وَإِنْ شَهِدَ أَرْبَعَةٌ عَلَى شَهَادَةِ أَرْبَعَةٍ عَلَى رَجُلٍ بِالزِّنَا ۔۔۔۔۔الخ**[65] "فرماتے ہے کہ اگر چار گواہ گواہی دیں کہ ان چار آدمیوں نے فلاں کے زنا پر گواہی دی ہیں تو ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ شہادت علی شہادت میں شبہ موجود ہے۔ جب بات ایک زبان سے دوسری زبان کو منتقل ہو جاتی ہے تو اس میں اضافہ اور نقصان کا امکان پیدا ہو جاتا ہے اور شہادت علی شہادت بدل ہے جو کہ بنابر ضرورت دلیل ہوتی ہے اور بدل فرع ہے اور حدود فروع میں جاری نہیں ہوتے اور اس شبہ سے حد ساقط ہوتی ہے۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے امام زرکشیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**محل قبولها الأموال بلا ريب للإجماع والمعنى المتقدمين۔۔۔۔۔الخ**[66] "قبول کا محل بلاشک بدلیلِ اجماع اموال ہیں حدود نہیں کیونکہ اس میں زمانہ گزرنے کی حاجت ہے اور (حدود) میں ستر پوشی اولیٰ ہے اور حدود

شبہات سے دفع ہوتے ہیں اور شہادت علی شہادت ایک شبہ ہے کیونکہ اس میں دونوں فریقین سے سہو، غفلت اور جھوٹ کا شائبہ ہے۔"

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے عبد الکریمؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ولو شَهِدَ أَرْبَعَةٌ على شهادة الأصلين ۔۔۔۔۔الخ** [67] "اگر اصل گواہوں کے اوپر چار اور گواہ گواہی دیں تو اس میں دو رائے ہیں۔ پہلی رائے میں جائز نہیں کیونکہ جب سب کا ایک مقام ہیں تو دوسرے کی جگہ کھڑے نہیں ہوسکتے اور دوسری رائے یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ دو گواہوں نے زید کے خلاف اور دو نے عمرو کے خلاف گواہی دی تو یہ دونوں ایک دوسرے کی گواہی کو کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتے۔"

شوافع کی دوسری رائے یہ ہے کہ شہادت کے اوپر شہادت قابل قبول ہے اور اسی پر حد جاری ہو گی جب شرائط شہادت پوری اور مکمل ہوں۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے عبد الکریمؒ نے یوں نقل کی ہے:

**ولو شَهِدَ أَرْبَعَةٌ على شهادة الأصلين فوجهان۔۔۔۔۔۔الخ** [68] "اگر اصل گواہوں کے اوپر چار اور گواہ گواہی دیں تو اس میں دو رائے ہیں۔ پہلی رائے میں جائز نہیں کیونکہ جب سب ایک مقام میں ہیں تو دوسرے کی جگہ کھڑے نہیں ہوسکتے اور دوسری رائے یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ دو گواہوں نے زید کے خلاف اور دو نے عمرو کے خلاف گواہی دی تو یہ دونوں ایک دوسرے کی گواہی کو کچھ نقصان نہیں پہنچاسکتے۔"

## گواہی دینے کے بعد ایک گواہ کی رجوع

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ جب گواہوں میں سے ایک گواہ فیصلہ کے بعد اور اجرائے حد سے پہلے اپنی گواہی سے رجوع کرے تو تمام گواہان کو حد قذف دی جائے گی۔ اس لیے کہ فیصلہ پر عمل درآمد بھی فیصلہ ہی ہے لہٰذا فیصلہ پر عمل درآمد سے پہلے رجوع کرنا ایسا ہی ہے جیسے فیصلہ سے پہلے رجوع کیا جائے۔ فیصلہ پر عمل درآمد کا ہونا فائدہ ظاہر کرتا ہے۔ اس بارے میں جب گواہوں کے بارے میں زخم کے اسباب پیش کیے جائیں یا مقذوف کا شادی شدہ ہونا ساقط ہو جائے یا قاضی کو برطرف کیا جائے تو حد قذف وغیرہ عمل درآمد سے روک دیتا ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے کاسانیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَإِنْ كَانَ بَعْدَ الْقَضَاءِ قَبْلَ الْإِمْضَاءِ، فَإِنَّهُمْ يُحَدُّونَ ۔۔۔۔۔الخ** [69] "قضاء کے بعد اور حد جاری ہونے سے پہلے امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک تمام گواہوں اور امام محمدؒ کے ہاں صرف رجوع کرنے والے پر حد

جاری کی جائے گی۔"

اگر گواہوں میں سے ایک گواہ نے فیصلہ ہو جانے سے پہلے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو تمام گواہان پر حد جاری ہو گی کیونکہ اصل میں ان سب کا کلام تہمت ہے اور گواہی پر فیصلہ ہونے کے بعد ہی یہ شہادت ہوتی ہے اور رجوع کے بعد تو فیصلہ ممنوع ہوا تو یہ حدِ قذف ہی باقی رہ جاتی ہے لہذا ان کو حد قذف دی جائے گی۔

رہا یہ کہ گواہان میں سے چوتھے گواہ کی عدم گواہی سے باقی تینوں کو سزا دی جائے گی جب کہ چوتھے کو سزا نہیں ملی گی۔ یہ سزا اس چوتھے کی خاموشی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان تینوں کے ارتکاب زنا کے الزام پر ہوئی۔ لہذا کسی اور کی بجائے خود اپنے گناہ کی سزا ملی ہے۔ کیونکہ قذف کا یہ جرم ان تینوں نے کیا ہے۔

## پانچ گواہوں کا بیان

احناف، مالکیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ جب گواہان کی تعداد پانچ ہو اور ان میں سے ایک گواہ زانی کو رجم کرنے کے بعد اپنی گواہی سے رجوع کرلے تو اس پر حد اور تاوان میں سے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس پانچویں گواہ کے رجوع کرنے کے بعد بھی گواہی مکمل ہے جو کہ چار گواہان کی شہادت ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے فخر الدین زیلعیؒ نے یوں نقل کی ہے:

لَوْ كَانَ الشُّهُودُ خَمْسَةً فَرَجَعَ وَاحِدٌ لَا۔۔۔۔۔۔الخ [70]"اگر پانچ گواہوں میں سے ایک گواہ رجوع کرے تو اس پر کوئی سزا لازم نہیں کیونکہ وہ اس کے بغیر بھی مستحقِ حد ہو چکا ہے۔"

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو الحسنؒ نے یوں نقل کی ہے:

فإن كانوا خمسة فرجع واحد منهم فلا خلاف ۔۔۔۔۔۔الخ [71] "اگر پانچ گواہوں میں سے ایک رجوع کرے تو باقی چار گواہوں پر حد لاگو نہ ہونے کے بارے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، البتہ رجوع کرنے والے پانچویں پر حد جاری کرنے میں اختلاف ہے۔ پہلا قول یہ ہے کہ اس پر حد جاری نہیں ہو گی کیونکہ باقی چار گواہوں کی وجہ سے اس پر حد لازم ہو چکی ہے۔ یہی قول مدونہ کا ظاہر قول ہے۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے منصور بن یونسؒ نے یوں نقل کی ہے:

أَوْ شَهِدَ بِالزِّنَا خَمْسَةٌ ثُمَّ رَجَعَ مِنْهُمْ وَاحِدٌقَبْلَ الْحُكْمِ أَوْ بَعْدَهُ ۔۔۔۔۔۔۔الخ [72]"جب پانچ گواہ کسی کے خلاف زنا کی گواہی دے اور ان میں سے ایک حکم سے پہلے یا بعد میں رجوع کرے تو مشہود علیہ پر گواہ کافی ہونے کی وجہ سے حد جاری ہو گی۔"

شوافع فرماتے ہیں کہ اس پانچویں گواہ پر تاوان ہے یعنی دیت کا پانچواں حصہ ہے۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو اسحاق شیرازیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**بأن شهد خمسة على رجل بالزنا فرجم ورجع واحد منهم ۔۔۔۔۔۔الخ** [73] "جب پانچ گواہ کسی کے خلاف گواہی دے اور اس کو رجم کی سزا ملے اور پھر ان میں سے ایک نے رجوع کیا تو رجوع کرنے والے پر کوئی سزا لاگو نہیں ہو گی کیونکہ مشہود علیہ کی قتل کے لیے حجت پوری ہے، البتہ دیت کے بارے میں دو رائے ہیں۔ پہلی رائے جو صحیح بھی ہے کہ اس پر دیت بھی لازم نہیں کیونکہ وجوب قتل باقی ہے اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس پر دیت کا پانچواں حصہ لازم ہے کیونکہ رجم ان سب کی گواہی سے لازم ہوئی تو دیت باعتبار عدد تقسیم کیا گیا۔"

## دو گواہوں کی گواہی سے رجوع

احناف، مالکیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ جب پانچ گواہوں نے حد زنا کے بارے میں گواہی دی اور مجرم کو رجم کیا گیا پھر ان میں سے دو گواہان نے اپنی گواہی سے رجوع کیا، تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر حد قذف جاری ہو گی اور چوتھائی دیت کا تاوان بھی ادا کرے گا۔ یہ دیت رجم شدہ فرد کے ورثا کو دی جائے گی۔ دوسرے گواہ کی رجوع کے بعد حجت پوری نہ ہونے کی وجہ سے رجم قذف کی طرف پلٹ جائے گی۔

جہاں تک جرمانے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گواہوں کی تین چوتھائی گواہی پر باقی ہے۔ اور تاوان کی تعین کے لئے معتبر رجوع کرنے والوں کی رجوع نہیں بلکہ باقی رہنے والوں کی بقاء ضروری ہے۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے سرخسیؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وَإِنْ شَهِدَ خَمْسَةٌ عَلَى رَجُلٍ بِالزِّنَا وَالْإِحْصَانِ فَرُجِمَ ۔۔۔۔۔۔الخ** [74] "اگر پانچ گواہان کسی کے احصان اور زنا کی گواہی دی اور اس کو رجم کیا گیا۔ پھر ان میں سے ایک رجوع کرے تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہے کیونکہ حجت پوری ہے۔ اگر اس کے بعد ایک اور گواہ رجوع کرے تو ان پر ربع دیت لازم ہو گی کیونکہ باقی رہنے والے ثلث ہیں البتہ سب پر حد جاری کی جائے گی۔

مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو محمدؒ نے یوں نقل کی ہے:

**وإذا شهد خمسة على الزنا أو أكثر، فرجم بشهادتهم۔۔۔۔۔الخ** [75] "جب پانچ یا زیادہ گواہوں کی گواہی سے کسی کو رجم کی سزا دی گئی۔ پھر ان میں سے ایک یا زیادہ نے رجوع کیا یا جھوٹ کا اقرار کیا۔ اگر باقی رہنے والے گواہوں کی تعداد چار ہو تو پھر رجوع اور اقرار کرنے والوں پر حد یا جرمانہ لازم نہیں بلکہ تادیب کے لیے کوئی سزا دی

جائے گی۔ اگر اس کے بعد ان چاروں میں سے کوئی اور رجوع کرے تو ربع دیت لازم ہو گی اور اس میں وہ پہلے والے بھی شامل ہوں گے۔"

حنبلی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے منصور بن یونسؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَإِنْ شَهِدَ عَلَيْهِ سِتَّةٌ بِزِنًا فَرُجِمَ ثُمَّ رَجَعَ مِنْهُمْ اثْنَانِ ۔۔۔۔۔۔الخ [76] "اگر چھ آدمیوں نے کسی پر زنا کی گواہی دی اور وہ رجم کیا گیا۔ پھر رجم کرنے کے بعد دو گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کیا، تو ان کو دیت کا ثلث جرمانہ ادا کرنا ہو گا کیونکہ وہ گواہوں کے ثلث ہیں۔"

شافعی فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر جن دو گواہان نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو وہ کہے کہ ہم گواہی دینے میں خطا ہو گئے۔ تو ان دونوں پر اپنے حصے کی دیت واجب ہو گی۔ اس کے بارے میں دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ وہ دیت کا پانچواں حصہ ادا کرے اور دوسرا یہ ہے کہ وہ دیت کا چوتھائی ادا کرے جیسا کہ ائمہ ثلاثہ نے فرمایا ہے۔ اگر یہ دونوں گواہ کہے کہ ہم نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا اور گواہی دی تو ان دونوں کو بطور حد قتل کر دیا جائے گا۔

شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے ابو اسحاق شرازیؒ نے یوں نقل کی ہے:

وإن قالا أخطأنا كلنا ففي الدية وجهان:۔۔۔۔۔۔الخ [77] "اگر وہ دونوں کہے کہ ہم سے غلطی ہو گئی تو دیت میں دو جہتیں ہیں۔ ایک یہ کہ وہ عدد کے اعتبار سے پانچواں حصہ ادا کرینگے اور دوسرا یہ کہ وہ ربع دیت ادا کریں گے کیونکہ وہ گواہوں کے تین چوتھائی رہ گئے ہیں۔"

## گواہوں کی تصدیق کنندہ گان کی رجوع

آئمہ حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر چار گواہان نے کسی آدمی کے خلاف زنا کے ارتکاب کی گواہی دی تو ان چاروں کی صلاحیت کی تصدیق کے لیے گواہ یوں کہیں گے کہ یہ لوگ آزاد، مسلمان اور عادل ہیں۔ رہا یہ کہ اگر انہوں نے ان کے عادل ہونے پر اکتفا کیا تو ان کی نیک چلنی کی شہادت دینے والوں پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تو غلام تھے۔ جو ہم نے ذکر کیا اس کے مطابق انہوں نے ان کی صلاحیت (نیک چلنی) کی شہادت دی گئی اور مجرم کو سنگسار کیا گیا۔ پھر پتہ چلا کہ ان میں سے بعض گواہان کافر تھے یا غلام تھے اور نیک چلنی کے گواہ ہمیشہ یہی کہتے رہے کہ وہ آزاد اور مسلمان ہیں تو بالاتفاق ان پر کچھ بھی نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ ہم سے غلطی ہو گئی تھی پھر بھی اصل گواہان کے کفر ظاہر ہو جانے پر کوئی ذمہ داری نہ ہو گی۔ بسا اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ کوئی گواہ اس کی گواہی گزرنے کے بعد کافر ہو گیا ہو۔

حنفی فقہاء فرماتے ہیں کہ جب نیک چلنی کی شہادت دینے والے گواہ کہے کہ یہ ہم نے جان بوجھ کر کہا تھا کہ یہ گواہ آزاد مسلمان ہے۔ باوجود اس کے کہ ہمیں معلوم تھا کہ وہ نہ تو آزاد ہے اور نہ ہی مسلمان، تو مزکین (نیک چلنی کی شہادت دینے والے) پر دیت دینا لازم ہو گی۔ صاحبین نے اس سے اختلاف کیاہے وہ فرماتے ہیں کہ دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے سرخسیؒ نے یوں نقل کی ہے:

فَأَمَّا إِذَا رَجَعُوا عَنْ التَّزْكِيَةِ وَقَالُوا تَعَمَّدْنَا فَعَلَيْهِمْ ضَمَانُ۔۔۔۔الخ [78] "پس جب وہ تزکیہ سے رجوع کریں اور کہے کہ ہم نے قصد اً کیا تھا تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے مطابق ان پر دیت واجب ہے اور امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ کے نزدیک مزکین پر ضمان نہیں بلکہ بیت المال سے دیت دیناواجب ہو گی۔"

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ صورت میں نیک چلنی کی شہادت دینے والوں پر کوئی تاوان نہیں بلکہ دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی، کیونکہ ان پر تاوان لگانا ظلم ہو گا۔ تاوان تب ہو گا کہ جب کوئی ایسے کام میں ان کے ساتھ شریک ہو جس پر تاوان آتا ہو یا اس امر کا موجب بنا ہو، مباشرت تو ظاہر ہے اس لیے کہ مجرم کے ہلاک ہونے کا سبب زنا کا ارتکاب ہے۔ جس کا ثبوت انہوں نے نہیں دیا۔ انہوں نے تو گواہوں کے اچھے ہونے اور صالح ہونے کی تعریف اور تصدیق کی تھی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے شادی شدہ تھا تو شادی کے گواہ پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ اس لیے کہ شادی شدہ ہونے کی گواہی سے زنا کا ارتکاب ثابت نہیں ہوتا۔ جو اس کے سزا یاب ہونے کا موجب ہے۔ اسی طرح نیک چلنی کے گواہوں پر بھی کوئی ضمان اور تاوان نہیں ہو گا۔

شافعی مکتب فکر کے فقہا کی مذکورہ رائے امام نوویؒ نے یوں نقل کی ہے:

هَلْ يَتَعَلَّقُ بِالْمُزَكِّي الرَّاجِعِ قِصَاصٌ وَضَمَانٌ۔۔۔۔۔الخ [79] "گواہ کا تزکیہ کرنے والے پر قصاص یا ضمان واجب ہو گا یا نہیں۔ اس بارے میں دو اقوال ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ قصاص یا تاوان نہیں ہو گا کیونکہ اس نے مشہود علیہ سے کوئی تعلق نہیں رکھا بلکہ فقط گواہ کا تزکیہ بیان کیاہے جبکہ حکم گواہ پر لاگو ہو گا۔"

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایسے لوگوں پر تاوان واجب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حاکم کے لیے رجم کا حکم دیناواجب ہونے کی حجت ہے۔ ان گواہوں کے صالح ہونے کے لیے ضروری ہے۔ پس نیک چلنی کی گواہی مجرم کی ہلاکت کے لیے علت العلت ہے لہٰذا رجم کے حکم کو اس علت العلت کی طرف منسوب کرنا بھی اصل علت سے منسوب کرنے

کی طرح ہے۔ جیسا کہ شادی شدہ ہونے کی شہادت ہے کہ یہ گواہی رجم کے موجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کی شدت کی موجب ہے۔ بلکہ سزا کا موجب زنا کا ارتکاب ہے اور سزا میں سختی اس کے شادی شدہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے اس لیے کہ شادی شدہ ہونا اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے بلکہ اس سزا کا سبب اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا کفران ہے اور یہ گواہی مجرم کی شدت سزا کے مستوجب ہونے کی علامت ہے۔ اور سزا کا سبب شکر کی بجائے کفران نعمت ہے۔

احناف یہ بھی فرماتے ہیں کہ نیک چلنی کے بارے میں شہادت کے لفظ کو ساقط نہیں کیا جاسکتا اور مجلس قضا اس کے لیے شرط نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک گواہوں کے لیے تعداد کی شرط بھی نہیں ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ تمام حقوق میں دو گواہوں کا ہونا ہے تو نیک چلنی میں بھی دو گواہ شرط ہیں اور چار گواہان زنا کے معاملہ میں شرط ہیں۔ شادی شدہ ہونے کے ثبوت کے لیے ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی جائز ہے۔ پھر یہ کہ گواہان کو حد قذف کی سزا نہیں دی جاسکتی، اس لیے کہ انہوں نے جو تہمت لگائی تھی وہ مجرم کی حیات سے تھی اب تو وہ مر گیا ہے اور حد قذف کا حق ورثہ کو منتقل نہیں ہوتا اور جب گواہان کا غلام ہونا ظاہر ہو جائے اور انہوں نے رجوع بھی کیا تو بالاتفاق ان کو سزا دینا واجب ہے۔

## گواہوں کا زانی کی شرمگاہ کو دیکھنے کا حکم

چاروں ائمہ کا اتفاق ہے کہ جب چار گواہان کسی آدمی کے خلاف ارتکاب زنا کی گواہی دے تو وہ کہیں گے کہ ہم نے ان دونوں کی شرمگاہوں کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ تو ان کی یہ گواہی قبول کی جائے گی اس لیے کہ تفتیش کے وقت اثبات جرم پر قادر ہونے کے لیے یہ امر ضروری تھا۔ اور بوقت ضرورت ستر کو دیکھنا فسق نہیں ہے۔ جیسے دائی، ختنہ کرنے والا، ڈاکٹر، احتقان، بکارت کا امتحان یا عیب کے ساتھ واپسی وغیرہ کو دیکھنا۔ البتہ جب گواہان نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کی شرمگاہ کو لذت اندوزی کے لیے دیکھا ہے تو بالاجماع ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے سرخسیؒ نے یوں نقل کی ہے:

(قَالَ) وَإِذَا قَالَ الشُّهُودُ تَعَمَّدْنَا النَّظَرَ إِلَى الزَّانِيَيْنِ ۔۔۔۔۔۔الخ[80] "اگر گواہ کہیں کہ ہم نے زنا کرنے والوں کی طرف شہادت کی غرض سے دیکھا تو ان کی گواہی باطل نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے شہوت کے لیے نہیں بلکہ شہادت کی درستگی کے لیے دیکھا ہے۔"

آئمہ اربعہ میں سے مالکی مکتب فکر کے فقہا کی مذکورہ رائے محمد بن یوسف الغرناطیؒ نے یوں نقل کی ہے:

ان شَهِدَ أَرْبَعَةٌ عَلَى رَجُلٍ بِالزِّنَا ۔۔۔۔۔۔۔الخ.[81] "اگر گواہوں نے کسی آدمی پر زنا کی گواہی دی اور کہا کہ ہم

نے گواہی کی نیت سے ان کی طرف دیکھا تا کہ شہادت ثابت ہو جائے تو (امام مالکؒ) نے فرمایا کہ گواہ تو اسی طرح ہی گواہی دیں گے۔"

آئمہ اربعہ میں سے شافعی مکتب فکر کے فقہاء کی مذکورہ رائے خطیب شربینیؒ نے یوں نقل کی ہے:

وَإِنَّمَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُمَا بِالزِّنَا إِذَا قَالُوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔الخ [82]"بے شک ان دونوں کی گواہی قبول کی جائے گی جو کہیں کہ جب ہم نے دیکھا تو شہادت کی غرض سے ہم نے قصداً غور سے دیکھا۔"

## نتائج

اس ارٹیکل میں عبد الرحمن الجزیزیؒ کی کتاب "کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعہ" کی روشنی میں حد زنا میں گواہی کی تمام پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے اور ہر مکتب فکر کی مستند کتابوں سے تائیدی عبارات نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہیں۔

حد زنا میں چار مسلمان، مرد، آزاد، محصن گواہوں کی عین واقعہ کی گواہی دینا شرط ہے۔

حد زنا میں خاوند اور نابینا کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

حد رجم میں گواہوں ہی سے سزا کی ابتدا کرایا جائے گا۔

پانچ گواہوں نے حد زنا کے بارے میں گواہی دی اور مجرم کو رجم کیا گیا پھر ان میں سے دو گواہان نے اپنی گواہی سے رجوع کیا، تو ان دونوں میں سے ہر ایک پر حد قذف جاری ہو گی اور چوتھائی دیت کا تاوان بھی ادا کرے گا۔ یہ دیت رجم شدہ فرد کے ورثا کو دی جائے گی۔ دوسرے گواہ کی رجوع کے بعد حجت پوری نہ ہونے کی وجہ سے رجم قذف کی طرف پلٹ جائے گی۔

احناف، مالکیہ اور حنابلہ فرماتے ہیں کہ جب گواہان کی تعداد پانچ ہو اور ان میں سے ایک گواہ زانی کو رجم کرنے کے بعد اپنی گواہی سے رجوع کرلے تو اس پر حد اور تاوان میں سے کچھ بھی نہیں ہے ۔اس لیے کہ اس پانچویں گواہ کے رجوع کرنے کے بعد بھی گواہی مکمل ہے جو کہ چار گواہان کی شہادت ہے۔

جب دو گواہ زنا برضا اور دو بالجبر کی گواہی دے تو مرد اور عورت دونوں پر حد جاری نہیں کی جائے گی کیونکہ دونوں افعال پر گواہی پوری نہیں۔

## حواشی و حوالہ جات

1: سورہ طلاق: 2

Al-Talaq, 65:2

2: سورہ نساء: 135

Al- Nisa,4: 135

3: سورہ معارج: 33

Al- Ma'raj, 70:33

4: سورہ بقرہ: 283

Al- Baqarah,2: 283

5: سورہ بقرہ: 282

Al- Baqarah, 2:282

6: سورۃ حج: 30

Al- Hajj, 22:30

7: سورہ فرقان: 72

Al- Furqan, 25:72

8: بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (296)، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وأیامہ، تحقیق: محمد زھیر بن ناصر، طبع اول (بیروت، لبنان، دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، 9:13، رقم: 6919

Bukharî, Abû Abdullah Muhammad bin Ismaîl (296), *Al-Jami' al-Musnad al-Sahîh al-Mukhtasar* from the affairs of the Messenger of God, may God's prayers and peace be upon him, and his Sûnnah and teachings, research: Muhammad Zuhair bin Nasîr, first edition (Beirut, Lebanon, Dâr Tuq al-Najat, 1422 AH), vol 9, P 13. Number : 6919

9: سورہ نساء: 15

Al- Nisa,4: 15

10: فخر الدین زیلعیؒ عثمان بن علی بن محجن (م 743ھ)، تبیین الحقائق، شرح کنز الدقائق، طبع اول، (قاہرہ المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، 1313ھ)، 3:164

Fakhr al-Din Zila'i Uthman bin Ali bin Muhjan (743 AH), Tabi'in al-Haqaiq, *Sharh Kinzal-*

*Daqa'iq,* first edition, (Cairo Al-Mutabat al-Rabi' Al-Amirîya, 1313 AH),vol 3, p 164:

11: جلال الدین، ابو محمد عبد اللہ بن نجم بن شاس بن نزار (م616ھ)، عقد الجواہر الثمینہ فی مذاھب عالم المدینہ، تحقیق: حمید بن محمد لحمر، طبع اول (بیروت، لبنان، دار الغرب الاسلامی، 1423ھ / 2003م)، 3:1148

Jalal al-Dîn, Abu Muhammad Abdullah bin Najam bin Shas bin Nizar (616 AH), *Uqd al-Jawwah al-Thamina in Madhahab Alam al-Madinah*, research: Hamid bin Muhammad Lahamar, first edition (beirût, Lebanon, Dar al-Gharb al-Islamiî 1423 AH / 2003 AD).vol 3, p 1148

12 شمس الدین، نہایۃ المحتاج، 7:430

Shams al-Din, Nahiyat al-Muthaghat,vol 7, p 430

[13] محمد بن مفلحؒ، الفروع و تصحیح الفروع، 10:63

Muhammad bin Muflah, Al-Faroo and Correction of Al-Faroo,vol 10, p 63

[14] ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی (م275ھ)، سنن ابی داود، تحقیق: محمد محی الدین (بیروت: المکتب العصریہ، سطن)، 2:276، رقم: 2254: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (م279ھ)، سنن ترمذی، تحقیق: احمد محمد شاکر (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1586ھ / 1766م)، 5:331، رقم: 3379

Abu Dawud Sulaiman bin Ash'ath Sajistani (275 AH), Sunan Abi Dawud, research: Muhammad Muhy al-Din (Beirut: Al-Maqtab al-Asriya, Satin), 2:276, Number: 2254: Abu Isa Muhammad bin Isa Tirmidhi (279 AH), Sunan Tirmidhi, research: Ahmad Muhammad Shakir (Beirut: Dar Ahyaya al-Tarath al-Arabi, 1586 AH/ 1766 AD), vol 5,p 331, Number: 3379

[15] سورہ نور: 4

Surah nor, 24:4

[16]۔ کاسانیؒ، بدائع الصنائع، 7:47

Kasani, Bada'i al-Sana'I vol 7,P 47

[17] ابو محمد محمود بن احمد بن موسی بدر الدین عینی (م855ھ)، نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح معانی الآثار، تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراھیم، طبع اول (قطر، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، 1429ھ / 2008م)، 14:483

Abu Muhammad Mahmud bin Ahmad bin Musa Badr al-Din Aini (855 AH), Nakhb al-Afkar fi Tanqih Mbani al-Akhbar fi Sharh Maani al-Attiq, Research: Abu Tamim Yasir bin Ibrahim, first

edition (Qatar, Ministry of Endowments and Islamic Affairs, 1429 AH/2008 AD), vol 14:p 483

[18]۔ الدسوقی، محمد بن احمد (م1230ھ) حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ناشر: بیروت، لبنان، دار الفکر، سطن)، 466:2؛ الاشراف علی نکت مسائل الخلاف 788:2 (مصنف نے مالکی مکتب فکر کے فقہاء کی رائے خاوند کی گواہی بیوی کے زنا میں قابل قبول ہوگی نقل کی ہے حالانکہ اس کے خلاف کتابوں میں نقل ہوئی ہے (مقالہ نگار)

Al-Dusqi, Muhammad bin Ahmad (1230 AH), Hashiyyah al-Dusqi on al-Sharh al-Kabeer, Publisher: Beirut, Lebanon, Dar al-Fikr, Satin), 2:466; Al-Ashrif on the points of dispute, 788:2 (the author has the opinion of the jurists of Maliki Mubatat Fiqr. The testimony of the wife is admissible in the case of adultery, although it has been narrated in books against it.

[19]۔ سرخسیؒ، کاسانیؒ اور ابن نجیمؒ، بدائع الصنائع، 240:3؛ المبسوط 54:7؛ البحر الرائق 124:4 (مصنف نے حنفی مکتب فکر کے فقہاء کی رائے بیوی کے خلاف زنا میں دوسرے گواہوں کے ساتھ گواہی کی عدم قبولیتکی قول نقل کی ہے حالانکہکتابوں میں اس کے خلاف نقل ہوئی ہے۔ (مقالہ نگار)

Sarkhsi, Kasani and Ibn Najaim, Bada'i al-Sana'i, 240:3; Al-Mabusut 54:7; Al-Bahr al-Ra'iq 124:4 (The author has quoted the opinion of the Hanafi scholars of jurists regarding the non-acceptance of testimony with other witnesses in the case of adultery against the wife, although the books I have quoted against it. (Essay writer.

[20]۔ ماوردیؒ، الحاوی الکبیر، 135:11

Mawardi, Al-Hawi al-Kabeer, vol 1, p 135

[21]۔ برھان الدینؒ، المبدع فی شرح المقنع، 397:7

Burhan al-Din, al-Mubadaa fi Sharh al-Muqanah, vol 7, p 397

[22]۔ دسوقیؒ، حاشیہ علی الشرح الکبیر، 167:4

Dasuqi, Hashiya Ali al-Sharh al-Kabeer, vol 4,p 167

[23]۔ ابو اسحاقؒ، التنبیہ فی الفقہ الشافعی، 269:1

Abu Ishaq, Al-Tanbiyyah in Fiqh al-Shafi'i,vol 1,p 269

[24]۔ زرکشیؒ، شرح الزرکشی، 347:7

Zarkashi, Sharh al-Zarkashi,7: 347

[25]۔ ملا خسرو، محمد بن فرامرز بن علي (م885ھ)، درر الحکام شرح غرر الأحکام (لبنان، داراحیاء الکتب العربی، سطن)، 62:2

Mulla Khusrau, Muhammad bin Farmarz bin Ali (A.D. 885), Durr al-Hakam Sharh Gharr al-Akham (Lebanon, Darahiya al-Bate al-Arabi, Satan), 2: 62

[26]۔ عبد الوهاب بن علي بن نصر (422ھ)، الإشراف علی نکت مسائل الخلاف، تحقیق: حبیب بن طاهر، طبع اول: (سعودی عرب، دار ابن حزم، 1420ھ / 1999م)، 860:2

Abdul Wahab bin Ali bin Nasr (422 AH), Al-Ishraf Ali Naqt al-Khilaf, Research: Habib bin Tahir, first edition: (Saudi Arabia, Dar Ibn Hazm, 1420 AH / 1999 AD), 2: 860

[27]۔ محفوظ بن احمد بن حسن الکلوذانیؒ (510ھ)، الهدایة علی مذهب الإمام أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشیباني، طبع اول (لبنان، دار لنشر والتوزیع، 1425ھ /2004م)، 533:1

Mahfouz bin Ahmad bin Hasan al-Kluzani (510 AH), Guidance on the religion of Imam Abi Abdullah Ahmed bin Muhammad bin Hanbal Al-Shaybani,Publish: first edition (Lebanon, Dar Lanshar and Al-Tawziwi, 1425 AH / 2004 AD),1: 533

[28]۔ رویانیؒ، بحر المذهب، 32:13

Ruya Ni, Bahr al-Mazhab,13: 32

[29]۔ ملا خسرو، درر الاحکام شرح غرر الاحکام، 62:2

Mulla Khusrau, Darr al-Ahakam Sharh Gharr al-Ahakam,2: 62

[30]۔ عبد الوهاب، الاشراف علی نکت مسائل الخلاف، 860:2

Abd al-Wahhab, Al-Ashraf Ali Nukat Masal al-Khilaf,2: 860

[31]۔ ملا خسرو، درر الاحکام شرح غرر الاحکام، 62:2

Mulla Khusrau, Darr al-Ahakam Shareh Gharr al-Ahakam, 2:62

[32]۔ عبد الوهاب، الاشراف علی نکت مسائل الخلاف، 860:2

Abd al-Wahhab, Al-Ashraf Ali Nukat Masal al-Khilaf, 2: 860

[33]۔ الکلوذانیؒ، الهدایه علی مذهب الامام احمد، 533:1

Al-Kulzani, Al-Hadaiya Ali Madhhab al-Imam Ahmad, 1: 533

[34]۔ علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاساني الحنفي (م587ھ)، بدائع الصنائع في ترتیب الشرائع، دار الطبع

دوم،(لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیۃ،1406ھ/1986م)،49:7

Aladdin, Abu Bakr bin Masoud bin Ahmad al-Kasani al-Hanafi (587 AH) al-Kitab Al-Ilamiya, 1406 AH/1986 AD),7:49

[35]۔ ابن قدامۃ، عبداللہ بن احمد (م620ھ)، الکافی فی فقہ الامام احمد، (لبنان، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، 1414ھ/1994م)،491:4

Badi' al-Sina'i in the Order of the Laws, Dar al-Tabb II, (Lebanon, Beirut, Dar . Ibn Qudama, Abdullah bin Ahmad (d. 620 AH), Al-Kafi fi fiqh Imam Ahmad, (Lebanon, Beirut, Dar Kitub Al-Ulamiya, 1414 AH/1994 AD),4: 491

[36]۔ عبدالوھابؒ، المعونہ علی مذھب عالم المدینہ، 1391:1

Abdul-Wahab, Al-Mu'una Ali Madhhab Alam Al-Madinah, 1: 1391

[37]۔ علی بن محمد الماوردی (م450ھ) الحاوی الکبیر، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، سن:1419ھ/1999م)،240:17

Ali Ibn Muhammad Al-Mawardi (450 AH) Al-Hawi al-Kabeer, (Beirut: Dar al-Bati Al-Ulamiyyah, year: 1419 AH/1999 AD),17: 240

[38]۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم، (م970ھ) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، (بیروت، لبنان، دار الکتاب الاسلامی، سطن)،23:5

Ibn Najim, Zayn al-Din Ibn Ibrahim, (970 AH) Al-Bahr al-Ra'iq Shareh Kinz al-Daqayq, (Beirut, Lebanon, Dar al-Tamb al-Islami, Satan),5: 23

[39]۔ ابن عبد البرؒ، الکافی فی فقہ اھل المدینہ، 1071:2

Ibn Abdul Bar, Al-Kafi fi Fiqh Ahl al-Madinah, 2:1071

[40]۔ ابوالحسین یحییٰ بن سالم، (م558ھ)، البیان فی مذھب الشافعی، (دار المنھاج جدۃ، 1421ھ/2000م)،378:13

Abul-Husain yahyya bin Salem, (558 AH), al-Bayan in Madhhab al-Shafi'i, (Dar Al-Manhajjadah, 1421 AH/2000 AD),13: 378

[41]۔ عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ (م620ھ)، المغنی (مکتبۃ القاھرۃ،1388ھ/1968م)،74:9

Abdullah bin Ahmed bin Muhammad bin Qudama (d. 620 AH), Al-Mughni (Muktaba Cairo, 1388 AH/1968 AD), 9: 74

[42]۔ ابن نجیمؒ، البحر الرائق، 24:5

Ibn Najaim, Al-Bahr al-Ra'iq, 5: 24

[43]۔ مرغینانیؒ، الھدایہ، 349:2

Morghinani, Al-Hadayah, 2:349

[44]۔ مالک، المدونہ، 542:4

Malik, Al Maduna, 4:542

[45]۔ رویانیؒ، بحر المذھب، 33:13

Ruyani, Bahr al-Mazhab, 13: 33

[46]۔ ابن قدامہؒ، الکافی فی فقہ الامام احمد، 287:4

Ibn Qudama, al-Kafi fi fiqh of Imam Ahmad, 4:287

[47]۔ کاسانیؒ، بدائع الصنائع، 48:7

Kasani, Badi' al-Sana'i, 7:48

[48]۔ زرقانیؒ، شرح الزرقانی، 325:7

Zarqani, Sharh al-Zarqani,7: 325

[49]۔ رویانیؒ، بحر المذھب، 29:13

Ravani, Bahr al-Mazhab, 13: 29

[50]۔ ابن قدامہؒ، الکافی فی فقہ الامام احمد، 291:4

Ibn Qudama, al-Kafi fi fiqh of Imam Ahmad, 4: 291

[51]۔ کاسانیؒ، بدائع الصنائع، 48:7

Kasani, Badi' al-Sana'i, 7:48

[52]۔ ابو بکرؒ، الجامع لمسائل المدونہ، 354:22

Abu Bakr, Al-Jami'i Lamsail al-Maduna, 22:354

[53]۔ ابن عابدین شامی، محمد بن عمر، (م1252ھ)، ردالمحتار علی الدر المختار، (دار لفکر بیروت، 1412ھ/1992م)، 11:4

Ibn Abidin Shami, Muhammad bin Umar, (1252 AH), Rid al-Muhtar Ali al-Dur al-Mukhtar, (Darlifkar Beirut, 1412 AH/ 1992 AD), 4: 11

[54]سنن ابی داود، 152:4، رقم:4444

Sunan Abi Dawud, 4:152, Hadist: 4444

[55]۔ داماد افندیؒ، مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر، 588:1

Damad Effendi, Al-Anhar Sharh Multaqi Al-Abhir,1: 588

[56]۔ امام الحرمینؒ، نھایۃ المطلب فی درایۃ المذھب، 185:17

Imam al-Harameen, Nahayat al-Muttalib fi Dariyat al-Mazhab, 17:185

[57]۔ داماد افندیؒ، مجمع الانھر، 600:1

Damad Effendi, Al-Anhar Complex, 1:600

[58]۔ کاسانیؒ، بدائع الصنائع، 289:6

.Kasani, Bada'i al-Sana'i, 6: 289

[59]۔ ملا خسروؒ، درر الحکام، 68:2

Mulla Khusrau, Darr al-Hakam, 2:68

[60]۔ داماد افندیؒ، مجمع الانھر، 599:1

Damad Effendi, Al-Anhar Assembly, 1: 599

[61]۔ فخر الدین زیلعیؒ، تبیین الحقائق، 253:4

Fakhr al-Din Zilai, Tabi'in al-Haqayq,4: 253

[62]۔ ابو البقاء محمد بن موسی، (م808ھ)، النجم الوھاج فی شرح المنھاج، (دار المنھاجیدۃ، 1425ھ/2004ء)، 385:10

Abu Al-Baqaa Muhammad bin Musa, (808 AH), Al-Najm al-Whaj fi Sharh Al-Manhaj, (Dar Al-Manhajjadat, 1425 AH/2004 AD), 10: 385

[63]۔ الکلوذانیؒ، الھدایہ علی مذھب الامام احمد، 534:1

Al-Kulzani, Al-Hidayah Ali Madhhab Imam Ahmad, 1:534

[64]۔ ابو محمدؒ، النوادر والزیادات علی مافی المدونہ، 529:8

Abu Muhammad, al-Nawder and Zayadat on Mafi al-Maduna, 8:529

[65]۔ محمد بن احمد السرخسی (م483ھ) المبسوط، (بیروت، دار المعرفۃ، 1414ھ/1993م)، 66:9

Muhammad bin Ahmad al-Sarakhsi (d. 483 AH) Al-Mabusut, (Beirut, Dar al-Marafah, 1414 AH/1993 AD),9: 66

[66]۔ زرکشیؒ، شرح الزرکشی، 361:7

.Zarkashi, Sharh al-Zarkashi, 361:7

[67]۔ عبدالکریم بن محمد الرافعی (م623ھ) العزیز شرح الوجیز المعروف بالشرح الکبیر، (بیروت؛ دارا الکتب العلمیہ، 1417ھ/1997م)، 118:13

Abdul Karim bin Muhammad al-Rafi'i (623 AH) Al-Aziz Sharh al-Awjiz known as Sharh al-Kabeer, (Beirut; Dar al-Abt al-Alamiya, 1417 AH/1997 AD), 118:13

[68]۔ ایضا

.Ibid

[69]۔ کاسانیؒ، بدائع الصنائع، 289:6

Kasani, Bada'i al-Sana'i, 289:6.

[70]۔ فخر الدین زیلعیؒ، تبیین الحقائق، 192:3

Fakhr al-Din Zilai, Tabi'in al-Haqayq,3: 192

[71]۔ ابوالحسنؒ، مناھج التحصیل، 90:10

Abu al-Hasan, Munahij al-Tahsil,10: 90

[72]۔ منصور بن یونسؒ، کشف القناع، 444:6

Mansoor bin Yunus, Kafs al-Qanaa,6: 444

[73]۔ الشیرازی، ابواسحاق ابراھیم بن علی، (م: 476ھ)، المھذب فی فقہ الامام الشافعی، (دارالکتب العلمیہ بیروت، سطن)، 465:3

Al-Shirazi, Abu Ishaq Ibrahim bin Ali, (d: 476 AH), al-Muhzad fi fiqh of Imam al-Shafi'i, (Dar al-Bat/Al-Ulamiya Beirut),3: 465

[74]۔ سرخسیؒ، المبسوط، 104:9

Sarkhsi, Al-Mabusut,9: 104

[75]۔ ابومحمدؒ، النوادر والزیادات، 528:8

Abu Muhammad, Al-Nawadir wa Zayadat, 8:528

[76]۔ منصور بن یونسؒ، کشف القناع، 444:6

Mansoor bin Yunus, Kafs al-Qanaa,6: 444

[77]۔ ابو اسحاق شر ازیؒ، المہذب فی فقہ الامام الشافعی، 465:3

Abu Ishaq Sharazi, al-Muhzab fi fiqh of Imam al-Shafi'i, 3:465

[78]۔ سر خسیؒ، المبسوط، 60:9

Sarkhsi, Al-Mabusut, 9:60

[79]۔ النووی، ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، (م676ھ)، روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، تحقیق: زھیر الشاویش، (المکتب الإسلامی، بیروت-دمشق-عمان، 1412ھ / 1991م)، 298:11

Al-Nawawi, Abu Zakaria Muhy al-Din Yahya bin Sharaf, (676 AH), Ruzat al-Talbeen wa Umda al-Muftin, research: Zuhair al-Shaweesh, (Al-Mabak Al-Islami, Beirut-Damascus-Oman, 1412 AH/1991 AD), 11:298

[80]۔ سر خسیؒ، المبسوط، 77:9

Sarkhsi, Al-Mabusut, 9:77

[81]۔ محمد بن یوسف الغرناطیؒ، التاج والاکلیل لمختصر الخلیل، 207:8

Muhammad bin Yusuf al-Gharnati, Al-Taj wa Kalil for Khutsir al-Khalil, 8:207

[82]۔ شمس الدین محمد بن احمد الشربینی (م977ھ) مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، (بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، سن: 1415ھ / 1994م)، 367:6

Shams al-Din Muhammad bin Ahmad al-Sharbini (977 AH) Mughni al-Muthaghat al-Marifa meaning of the words of Al-Minhaj, (Beirut, Lebanon, Dar al-Batish Al-Alamiya, year: 1415 AH/1994 AD),6:367